تار کا پتہ — اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

"الفضل" قادیان بٹالہ — قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIAN

اخبار ہفتہ میں دو بار

الفضل

قادیان

ایڈیٹر : غلام نبی ✲ اسسٹنٹ - مہر محمد خان۔

نمبر ۲۵	مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۳ء	یوم جمعہ	مطابق ۱۶ صفر ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

(۲) تیسری سہ ماہی کا دوسرا وفد جلسے پر پہلے مجاہدین کا ایک حصہ اپنی سہ ماہی پوری کرکے واپس آگیا ہے۔ بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی بھی آگئے ہیں۔ آپ نے چھ ماہ میدان انسداد میں کام کیا

مولوی مہر محمد خان صاحب نائب ایڈیٹر الفضل بھی اپنی سہ ماہی پوری کرکے آگرہ سے آگئے ہیں۔ بوجہ بیماری مالیر کوٹلہ میں ہیں اور مزید رخصت طلب کی ہے۔ آگرہ میں بڑی تو ڑ بخار کی وجہ سے عزیز دار التبلیغ کے اکثر مرکزی کارکن مع اہل و عیال بیمار ہیں اللہ تعالیٰ صحت بخشے (۳) منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل اپنے بھائی کی شادی کی تقریب پر رخصت لیکر وطن گئے ہوئے ہیں

(۴) قصر النیل (عربی اخبار مصر) کا پہلا پرچہ قادیان میں پہنچ گیا۔ اسمیں حضرت مسیح موعود اور ہر دو خلفاء کے فوٹو ہیں نیز

اخبار احمدیہ

گورکھپور میں آریوں کے خلاف زبردست تقریریں

انجمن اسلامیہ گورکھپور کی استدعا پر خواجہ جلال الدین صاحب شمس۔ مولوی فاضل کو گورکھپور بھیجا گیا آپ نے وہاں آریوں کے خلاف تین دن زبردست تقریریں کیں۔ جن کے متعلق مشرق یوں رقمطراز ہے

اس ہفتے میں میدان ارتداد آگرہ سے مولوی جلال الدین صاحب شمس احمدی تشریف لائے۔ اور تین دن انھوں نے انجمن اسلامیہ اور اسمتھ پارک میں وعظ سے مسلمانوں کو مستفید کیا مجمع خوب رہا۔ اور عام طور پر وعظ بہت پسند کیا گیا۔ اور لطف بیان اور سادگی کو دیکھتے ہوئے ہم بھی جناب مولانا کی تعریف کرتے ہیں۔ جس بحث پر کچھ کہا۔ خوب مدلل کہا۔ اور مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کو معقولیت سے سمجھایا۔ ہر وعظ کے آخر میں ایک عام اعلان کیا جاتا تھا کہ جس کو کچھ پوچھنا ہو یا اعتراض کرنا ہو اختیار ہے۔ سامنے آکر اعتراض کرے۔" مگر کسی نے کوئی بات نہیں پوچھی۔ نہ کسی آریہ سماجی بھائی نے کوئی اعتراض کیا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ مولانا موصوف نے خود ہی اہم اعتراض آریوں کے دہرائے۔ اور ان کے جواب دیتے گئے۔ مولانا موصوف کے تین دن کے بیان میں کوئی بات ایسی نہیں پائی گئی جس سے کسی فریق کو شکایت کا موقع ملتا۔ اسلئے کہ طریق استدلال مولانا کا بہت صاف اور سیدھا تھا۔ جو کچھ فرماتے۔ پنڈت دیانند جی کی کتاب ستیارتھ پرکاش وغیرہ کے حوالے سے کہتے تھے۔ قرآن پاک کی تفسیر اور مطالب پر جس قدر فرمایا نہایت صحیح فرمایا۔ قرآن و حدیث کے ساتھ بزرگان دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے ارشادات سے سامعین کو بہت کچھ مثاثر کیا۔ اور باوجود اختلاف کے کسی سُنی اور شیعہ مسلمان کو کوئی موقع شکوہ شکایت کا [illegible] ملا۔ ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ علماء کرام کی طرح

جو جلسوں میں آنے سے پہلے روپیہ گھر منگوا لیا کرتے ہیں اور کافی سفر خرچ کے حاصل کرنے پر بھی وقت پر نہیں آتے احمدی جماعت کے مولویوں کو کسی قسم کی حرص و آز نہیں ہے نہ انجمن اسلامیہ کا کچھ خرچ ہوا۔ اس بات کا افسوس انجمن کو ہے۔ کہ کئی مولوی صاحبان کے پاس خط اس لئے بھیجے کہ گورکھپور تشریف لائیں۔ اور یہاں کے مسلمانوں کو فیوض صوری و معنوی سے مستفیض ہونے کا موقع دیں۔ مگر ایک صاحب نے بھی آنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ کوئی نہ کوئی عذر کر دیا۔ مگر جماعت احمدیہ کے ایک رکن نے زحمت سفر گوارا کر کے مسلمانان گورکھپور کو ممنون کیا اور امید ہے کہ ابھی اور بھی کئی صاحب آ کر مسلمانان گورکھپور کو شکر گذاری کا موقع دینگے۔" (مشرق ۱۳ ستمبر ۲۳ء)

عبداللہ خان نائب امیر وفد المجاہدین آگرہ۔

شملہ میں اسلام کی فتح

آریہ سماج شملہ نے اپنے سالانہ جلسہ پر پنڈت رام چندر صاحب دہلوی کو مدعو کیا ہوا تھا۔ ادھر ہم نے بھی تبادلہ خیالات کے لئے وقت چاہا۔ جو ہمیں دیا گیا۔ چنانچہ بروز بدھ بوقت مغرب آریہ سماج مندر شملہ میں اسلام اور آریہ دھرم کا مقابلہ ہوا۔ مضمون زیر بحث صفات باری تعالیٰ از روئے قرآن مجید و وید تھا۔ اسلام کی طرف سے مولوی عمر الدین صاحب شملوی مناظر تھے۔ اور ادھر پنڈت رامچندر مشہور آریہ مناظر دہلوی۔ مولوی صاحب نے قرآن مجید سے اللہ تعالیٰ کی صفات پر روشنی ڈالتے ہوئے آریہ مناظر کو چیلنج کیا۔ کہ وہ بھی اسی طرح اپنی کتاب وید سے اللہ تعالیٰ کی صفات پر روشنی ڈالیں۔ لیکن افسوس پنڈت صاحب نے اخیر تک ادھر توجہ نہ کی۔ البتہ قرآن مجید پر وہی پرانے اعتراض کرتے گئے جن کا جواب صدہا دفعہ دیا جا چکا ہے۔ اور اس طرح اپنی خفت کو مٹانے کی بے سود کوشش کی۔

آخری تقریر میں مولوی صاحب نے پنڈت صاحب کو جماعت احمدیہ کی استدعا پر مباہلہ کا چیلنج بھی دیا۔ اور کہا کہ تمہارے ساتھ بیسیوں مباحثے ہو چکے۔ آؤ آج اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ سے چاہیں۔ اور ہم بھی دعا کریں۔ اور تم بھی۔ اس پر پنڈت صاحب کے حواس بجا نہ رہے۔ اور اس کڑوے پیالہ کو یوں ٹالنا چاہا۔ کہ فیصلہ ایک گھنٹہ میں ہو۔ ہم نے کہا کہ تم ایک گھنٹہ کی دعا کرنا۔ اور ہم تو وہی دعا کرینگے۔ جو کلام اللہ سے ثابت ہے۔ اس پر پنڈت صاحب نے کہا کہ صرف تم دعا کرو۔ ہم نہیں کرینگے۔ اور فیصلہ یہ ہو کہ تم آسمان کو چڑھ جاؤ۔ اور میں زمین میں دھنس جاؤں۔ لیکن مباہلہ کیلئے نکلنا کسی مرد میدان کا کام ہے۔ پنڈت صاحب کے سامنے مجروح لیکھرام کی روح پھر رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی۔ خبردار یہ پیالہ ہرگز نہ پینا۔ قابل نوٹ بات جو لیکچر کے اختتام پر پنڈت صاحب نے اور آریہ سماج کے منتری صاحب نے اعلان کیا۔ وہ یہ تھی کہ آج کا مناظرہ اور اس سے پہلے جس قدر مناظرے و مباحثے آریہ سماج کے احمدی جماعت سے ہوئے چاہے وہ لاہوری ہو یا قادیانی ہمیشہ نہایت امن اور پریم سے ہوتے رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی یہی توقع ہے ہمیں یہ بھی سنکر خوشی ہوئی۔ کہ حق زبان پر جاری ہو گیا لیکن افسوس پبلک میں پنڈت صاحب اور آپ کے ساتھی نے یہ اعلان کر کے آریہ پبلک اور تمام آریہ اخباروں کو ہمیشہ کے لئے شرمندہ کر دیا۔ جو ہمیشہ یہی بہانہ بنایا کرتے تھے کہ احمدی لوگ فساد کیا کرتے ہیں۔ بہر حال ہم پنڈت رامچندر صاحب دہلوی کے مشکور ہیں۔ جنہوں نے کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سچائی کا اعلان کر دیا۔ اور احمدیہ جماعت کے مناظر کی قابلیت کا سچے دل سے اعتراف کیا۔ مباحثہ نہایت امن سے تین گھنٹہ کی تقریروں کے بعد ختم ہوا ہندوؤں تک نے بھی احمدیہ جماعت کی کامیابی کا اعتراف کیا۔

خاکسار عبدالحکیم احمدی۔ سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ شملہ

ڈلہوزی میں احمدی مبلغین

انجمن اسلامیہ ڈلہوزی نے بذریعہ تار احمدی مبلغ طلب کئے تھے۔ چنانچہ حافظ روشن علی صاحب اور مولوی فاضل محمد یار صاحب ۱۵ ستمبر وہاں پہنچے۔ معلوم ہوا کہ سکرٹری صاحب مخالفین کے دباؤ کا شکار ہو گئے۔ اس لئے پہلو تہی کرنی چاہی۔ اور جلسہ میں وقت دینے میں بھی لیت و لعل کی۔ آخر آدھ گھنٹہ وقت لیا گیا۔ اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ کئی لوگوں نے کہا کہ اور وقت دیا جائے۔ مگر سکرٹری نے عذر کر دیا۔ آخر رات کو پھر گیارہ بجے تقریر کا موقع دیا گیا۔ صداقت اسلام پر تقریر ایسی موثر ہوئی۔ کہ ایک پارٹی اٹھ کھڑی ہوئی۔ جس نے دو دن رات کو تقاریر کا بندوبست کیا۔ اور پھر ایسی قبولیت بڑھی کہ غیر احمدیوں نے اور جگہ جلسہ کی تجویز کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سے احمدی مبلغوں کے مزید قیام و تقاریر کی اجازت بذریعہ تار حاصل کی۔ جو دی گئی۔ (باقی پھر)

سوامی جی کا مباحثہ سے گریز

معزز معاصر روزانہ پیسہ اخبار لاہور لکھتا ہے:-

"سوامی شردھانند نے مسلمانوں کے ساتھ جو مباحثہ کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اب اس سے سوامی جی گریز کرتے ہیں چنانچہ آریہ سماجی روزانہ ملاپ لاہور لکھتا ہے کہ "مباحثہ کے انتظام مکمل ہو رہے تھے کہ ہندو مسلم اتحاد کی کمیٹی بن گئی جس کے ممبر سوامی جی بھی بنائے گئے۔ اسلئے اب سوامی جی نے اعلان کیا ہے۔ کہ کمیٹی صلح کے بن جانے سے ہر دو مذاہب کے درمیان پھر سے اتحاد کی بنیاد قائم ہو گی۔ اب میں اس بنی ہوئی دھن کے راستے کو مکدر کرنا نہیں چاہتا۔ اسلئے مباحثہ کو اپنی طرف سے بند کرتا ہوں۔" آریہ سماجی روزانہ پرتاپ لاہور جو سوامی جی کی پارٹی کا کارکن ہے۔ اس بارہ میں لکھتا ہے کہ مباحثہ کو سوامی جی نے شریر النفس مسلمانوں کے فساد کے اندیشہ سے بند کیا ہے ان اخبارات کے بیان کردہ وجوہات نہایت لغو و بیہودہ ہیں۔ کیونکہ سوامی جی محض آرام اور مزید تیاری کی خاطر شدھی کی تحریک سے جدا ہوئے ہیں۔ اور پھر کچھ عرصہ کے بعد میدان شدھی میں خم ٹھوک کر اترینگے۔ چنانچہ روزانہ ارجن دہلی سے اسکی تصدیق ہو گئی ہے جو یہ لکھتا ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ سوامی جی شدھی اور سنگٹھن کا کام چھوڑ بیٹھے ہیں اسلئے ملاپ کی یہ تحریر غلط ہے کہ سوامی جی نے مباحثہ سے محض ہندو مسلم اتحاد کی خاطر دستبرداری دی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ شدھی اور سنگٹھن جیسی اتحاد شکن تحریک سے بھی علیحدگی اختیار کر لیتے۔ اسی طرح پرتاپ کی تحریر بھی قطعی بے بنیاد ہے۔ کیا کبھی آریہ سماجیوں اور مسلمانوں کے مذہبی مباحثوں میں فساد ہوا ہے۔ اب تک تو کوئی فساد نہیں ہوا۔ اسلئے فساد کے اندیشہ سے مباحثہ بند کر دینے کا خیال غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سوامی شردھانند مسلمان علماء کے مقابلہ میں میدان مباحثہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور حسن اتفاق سے ہندو مسلم اتحاد کی کمیٹی کی ممبری ایک حیلہ ہاتھ آ گیا جس کی آڑ لیکر سوامی جی نے

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

قادیان دار الامان - ۲۸ ستمبر ۱۹۲۳ء

علاقہ ارتداد کے مبلغین جماعت احمدیہ قادیان اور "اخبار سیاست"

"اخبار سیاست" نے فتنہ ارتداد کے شروع ہونے کے وقت سے ہی دیگر جماعتوں اور مبلغوں کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ قادیان کے مبلغوں کے متعلق یہ طرز عمل اختیار کر رکھا ہے۔ کہ احمدی مبلغین کے خلاف سر تا پا غلط اور دروغ بیانیوں سے پر مضمون نمایاں اور جلی سرخیوں کے ساتھ شایع کئے۔ مگر ہماری طرف سے ان کی تردید میں صحیح واقعات کی بنا پر جو مضمون بھیجے گئے۔ ان کو بھی شایع نہ کیا۔ اوروں کی معمولی معمولی رپورٹوں کو اپنے خاص صفحات میں جگہ دی۔ مگر ہمارے مبلغین کے اہم کاموں کی رپورٹوں کے متعلق ہمیشہ تنگ دلی دکھائی۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ اپنے ایڈیٹوریل نوٹوں میں بارہا ہمارے خلاف اختلاف و انشقاق کے اصل بانیوں کے حق میں ڈگری دی۔ ہم آج تک دیدہ دانستہ اس کی اس روش کو نظر انداز کرتے رہے ہیں تاکہ ہمارے لئے اسوقت جو کام سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس میں کسی قسم کا رخنہ نہ پڑے۔ لیکن افسوس معاصر مذکور نے ہمارے اس مصالحانہ رویہ کے باوجود اپنے معاندانہ انداز میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور اب وہ اس درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ کہ عام مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف خواہ مخواہ اشتعال دلانے۔ اور اس طرح اس فتنہ کو جو مولوی صاحبان کی مہربانیوں سے پہلے ہی کچھ کم نہیں۔ بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے۔

ہم اپنے خلاف صحیح اور درست شکایات سننے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اور ان کی اصلاح کے لئے ہر لمحہ آمادہ۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ بلا کسی ثبوت اور بغیر کسی وجہ کے ہم پر جھوٹے الزام لگائے جاتے ہیں اور اصل واقعات سے جان بوجھ کر آنکھیں بند کر کے ہمیں مجرم ٹھہرایا جاتا ہے:

چنانچہ معاصر "سیاست" نے اپنے ۱۹ ستمبر کے پرچہ میں مبلغین جماعت احمدیہ کے حال پر تازہ نوازش فرمائی ہے۔ اور اپنے آپ کو "متحدہ محاذ قائم کرنے کی دعوۃ دینے والا اور" ہمیشہ ان مجالس و دفود کی تعریف" کرنے والا "جنہوں نے مرکزی نظام کی ضرورت و اہمیت محسوس کر کے فوراً مرکزی تبلیغی انجمن کے ساتھ ملکر کام کرنا شروع کر دیا" قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:-

"اس سلسلہ میں جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی اور قادیانی حضرات نے توجہ نہ کی۔ اور مرکزی انجمن سے علیحدہ رہے"

ان سطور میں اگرچہ جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی کو بھی ہمارے ساتھ ہی شامل رکھا ہے۔ بلکہ اس کا پہلے ذکر کیا ہے لیکن باقی مضمون میں اس کا نام تک نہیں لیا۔ اور اخیر تک سارا نزلہ جماعت احمدیہ قادیان پر ہی گرایا ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ "سیاست" بریلویوں کو بھی اسی جرم کا مجرم قرار دیتا ہے۔ جس کا ارتکاب اس کے نزدیک "قادیانیوں" نے کیا ہے۔ لیکن خامہ فرسائی کرتے ہوئے ان کو بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ اور صرف احمدیوں کو کشتنی اور گردن زدنی قرار دینے میں ساری قوت صرف کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ باوجود ادعائے اتحاد کے جماعت احمدیہ کو اس نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ جس سے دوسروں کو دیکھتا ہے۔

خیر اگر اتحاد کا دعویدار "سیاست" خود اس قسم کا افتراق روا رکھتا ہے۔ تو اس کی مرضی۔ مگر ہم صاف اور کھلے الفاظ میں اعلان کر دینا چاہتے ہیں کہ علاقہ ارتداد میں اتحاد کے ساتھ کام کرنے سے علیحدہ رہنے کا جو الزام معاصر موصوف نے ہم پر لگایا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے اور اسکے غلط ہونے کے ثبوت میں ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتے۔ بلکہ اسی "متحدہ محاذ" کی شہادت پیش کرتے ہیں جس کی ہمیشہ تعریف کرنے کا سیاست خوگر ہے۔ اور جس کا علم بردار بن کر ہمارے خلاف خامہ فرسائی کر رہا ہے۔

انجمن نمائندگان تبلیغ جب وجود پذیر ہوئی۔ اور تجویز ہوئی۔ کہ سب جماعتیں ایک انتظام کے ساتھ کام کریں تو باوجود احمدی مبلغوں کی ہر طرح تیاری اور آمادگی کے ان کو اس انتظام میں شامل نہ ہونے دیا گیا۔ اور انجمن نمائندگان نے اخبارات میں بڑے فخر کے ساتھ اعلان کرایا۔ کہ ہم نے "قادیانیوں" کو انجمن سے علیحدہ کر دیا ہے اگر معاصر "سیاست" کو یہ بات یاد نہ ہو۔ یا جان بوجھ کر اس سے اغماض برت رہا ہو۔ تو ہم گذارش کرینگے۔ کہ وہ مہربانی کر کے ۶ اپریل ۱۹۲۳ء کا زمیندار ملاحظہ فرمائے۔ جس میں انجمن نمائندگان نے جماعت احمدیہ کو علیحدہ کرنے کی "متفقہ تجویز" شایع کرائی تھی۔ اور خود زمیندار نے اپنے ایڈیٹوریل میں اس پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ اس اعلان کے ہوتے ہوئے سیاست کا ہم پر علیحدہ رہنے کا الزام بالکل غلط ثابت ہوتا ہے:

پھر اسوقت تک انجمن نمائندگان اور دوسرے مولوی صاحبان علاقہ ارتداد میں ہمارے مبلغین سے جو سلوک کر رہے ہیں۔ وہ بھی پوشیدہ نہیں۔ جس قدر بھی ان کی طاقت تھی۔ انہوں نے احمدی مبلغین کو دکھ اور تکالیف پہنچانے میں صرف کی۔ دیہاتوں سے نکالنے کے لئے ہر قسم کے منصوبے اور کوششیں کیں جن کی وجہ سے مجبور ہو کر اور اصل کام کو نقصان پہنچتا دیکھ کر امام جماعت احمدیہ کو ایک خاص اعلان بھی کرنا پڑا۔ جس میں بعض مسلمانوں پر اس امر کا انحصار رکھا گیا۔ کہ اگر وہ یہ کہدیں۔ کہ احمدی مبلغ علاقہ ارتداد کو خالی کر دیں۔ دوسرے مولوی صاحبان اسکو سنبھال لینگے۔ تو باوجود اس کے کہ ہمارا بہت سا روپیہ اور بہت سی محنت اس علاقہ میں صرف ہو چکی ہے ہم اپنے مبلغین کو واپس بلا لینگے۔ اور کسی اور میدان میں کام شروع کر دینگے۔ اس اعلان پر اخبار "وکیل" جیسے ذمہ دار اخبار نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے

ہوئے لکھا کہ یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ احمدی مبلغ جنھوں نے نہایت سرفروشی سے ارتداد کا مقابلہ کیا ہے ان کو اس علاقہ کو خالی کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اور پُرزور مشورہ دیا کہ مولوی صاحبان کو چاہیئے کہ احمدی مبلغین سے نہ اُلجھیں۔ بلکہ اگر کچھ کر سکتے ہیں۔ تو کر کے دکھائیں مگر اس پر بھی مولوی صاحبان اپنی حرکات سے باز نہ آئے اور احمدی مبلغوں کو تنگ کرتے رہے۔ خود اختلافی مسائل چھیڑتے۔ دیہاتی لوگوں کو سکھا کر احمدی مبلغوں پر اعتراض کراتے۔ اور احمدیوں کو آریوں سے بدتر قرار دیتے رہے اور اس کے ساتھ ہی اخبارات میں یہ شور برپا کرنا شروع کر دیا کہ احمدی مبلغ اختلافی مسائل چھیڑ کر جھگڑا پیدا کرتے ہیں۔ جب یہ شور و شر حد سے بڑھنے لگا۔ تو ہم نے اس بارے میں ایک خاص مضمون شائع کیا جسمیں واقعات کے رُو سے مخالف مولویوں کے الزامات کو غلط ثابت کرتے ہوئے بالآخر یہ تجویز پیش کی۔ کہ غیر متعصب اصحاب کا ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ جو اس امر کی تحقیقات کرے کہ اختلافی مسائل کون فریق چھیڑتا۔ اور کون اس طرح جھگڑے پیدا کرتا ہے۔ اس کے سامنے ہم بھی واقعات پیش کرینگے۔ اور ہم پر الزام لگانیوالے بھی کریں۔ خود بخود معلوم ہو جائیگا کہ قصور کس کا ہے۔ مگر وہ لوگ جو ہم پر طرح طرح کے الزام لگانا اپنا فرض سمجھتے تھے ان میں سے کوئی ایک بھی اس امر کے لئے تیار نہ ہوا۔ کہ کمیشن کے تقرر پر آمادگی ظاہر کرے۔

پھر ہم نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ہر جماعت کے مبلغین علیحدہ علیحدہ علاقہ میں کام کریں۔ اور جہاں ایک جماعت کے مبلغ کام کر رہے ہوں۔ وہاں دوسری جماعت کے مبلغ نہ جائیں۔ تاکہ نہ آپس میں تصادم ہو۔ اور نہ کوئی جھگڑا پیدا ہو۔ مگر اس کو ماننے کے لئے بھی کوئی تیار نہ ہوا اور اس وقت تک احمدی مبلغوں کو ہر جگہ تنگ کیا جا رہا ہے اور ان کے کام میں روکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں۔

پھر جناب چودھری فتح محمد خان صاحب امیر احمدی مجاہدین علاقہ ارتداد میں کام کرنیوالی انجمنوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ہر جماعت کا ایک ایک نمائندہ ہفتہ میں ایک بار جمع ہو۔ اور سارے ملکر ان اُمور کا تصفیہ کر لیا کریں۔ جو حل طلب ہوں۔ اور اگر کسی فریق کو دوسرے کے متعلق کوئی شکایت ہو۔ تو اس طرح آپس میں تصفیہ کر لیا جایا کرے۔ لیکن کسی نے نہ مانا۔

غرض ہماری طرف سے قدم قدم پر مصالحت کی تجاویز پیش کی گئیں۔ اور ہم نے ہر ممکن طریق سے چاہا۔ کہ آپس کے تصادم سے بچنے کے لئے کوئی صورت نکل آئے۔ مگر دوسرے لوگوں نے قطعاً اس کی پرواہ نہ کی۔ اور اعلان شایع کرائے کہ احمدیوں سے وہ کسی صورت میں مصالحت نہیں کر سکتے اور ہر جگہ احمدی مبلغین کو ستانے۔ دُکھ دینے اور ان کے تبلیغی کاموں میں روکاوٹیں ڈالنے۔ ان کو دیہاتوں سے نکلنے اور ان کے کاموں کو اپنی طرف منسوب کرنے میں لگے رہے ہیں۔ یہ ناقابل تردید واقعات ہیں۔ جو ہماری طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کس قدر ظلم ہے کہ "سیاست" جیسا اتحاد کا مدعی اخبار ان کی طرف سے بالکل قطع نظر کر کے احمدی مبلغین کو قابل عتاب قرار دیتا ہے۔ اور پھر یہی نہیں۔ بلکہ یہ دھمکی بھی دیتا ہے کہ :- "اگر قادیانی حضرات کا یہی طرز عمل رہا۔ تو

مسلمان جوابی طرز عمل میں حق بجانب ہونگے"

اگر جوابی طرز عمل اختیار کرنیوالے مسلمانوں سے مراد مولوی صاحبان ہی ہیں۔ تو ہم نہیں سمجھتے۔ جو کچھ وہ لوگ ہمارے خلاف اب کر رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا کرینگے آج تک انہوں نے ہمارے ساتھ کونسا اچھا سلوک کیا ہے۔ اور مخالفت میں کونسی کسر اٹھا رکھی ہے کہ آئندہ اس کو کام میں لائینگے۔ مخالفت اور شرمناک مخالفت میں جو کچھ وہ کر سکتے تھے اسمیں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اگر "سیاست" کے نزدیک وہ کافی ہے۔ تو وہ جانے۔ مگر ایک مدعی اتحاد کے لئے یہ نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ اختلاف و انشقاق پیدا کرنے فتنہ اور شرارت پھیلانے والوں کو چھوڑ کر ان لوگوں کی مخالفت میں کمربستہ ہو جائے۔ جو پہلے ہی حد سے زیادہ ستائے اور بے انتہا دُکھ دئے جا رہے ہیں۔

مبلغین جماعت احمدیہ نے جس جاں نثاری اور سرفروشی سے فتنہ ارتداد کا مقابلہ کیا۔ اور کر رہے ہیں۔ اس کی قطعاً کوئی نظیر نہیں ہے۔ اور یہ ہم نہیں کہتے بلکہ غیر متعصب اور حقیقت شناس غیر احمدی معززین کی رائے ہے۔ لیکن افسوس کہ "سیاست" محض جنبہ داری کرتے ہوئے واقعات سے آنکھیں بند کر کے ہمارے خلاف یہ تحریک کر رہا ہے کہ احمدی

"خود مسلمانوں کو دعوت دے رہے ہیں کہ آئندہ مسلمان فتنہ ارتداد کے ساتھ ہی فتنہ قادیان کے مقابلہ کے لئے بھی تیار و مستعد ہو جائیں"

اس کے متعلق اول تو ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اتحاد و اتفاق کا دعوے کرنے والے کے لئے یہ موزون ہے۔ کہ ایک ایسی جماعت کا جو اپنی جان و مال اسلام کے لئے قربان کر رہی ہے۔ جو ہر جگہ مخالفین اسلام کے مقابلہ میں سینہ سپر ہے۔ جو دنیا کے کناروں تک اسلام کو پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ایسے دل آزار الفاظ میں ذکر کرے۔ جو شخص اس قدر درست کلامی سے کام لیتا ہے۔ اس کا کیا حق ہے۔ کہ کسی کو اتحاد شکنی کا ملزم قرار دے۔ پھر کیا جس اتحاد اور جس "مرکزی نظام" کی "سیاست" دعوت دے رہا ہے وہ وہی تو نہیں۔ جس کا مرثیہ حال ہی میں وہ "تبلیغ کا تاریک رخ" کے عنوان سے اپنے متعدد پرچوں میں پڑھ چکا ہے ہم پر تو ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنانے کا الزام لگایا گیا۔ مگر وہ لوگ جو تحسبھم جمیعًا وقلوبھم شتّٰی کے پورے پورے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق "سیاست" کا کیا ارشاد ہے۔ مجلس نمائندگان کے اعزازی ناظم کے حسب ذیل الفاظ پڑھ کر "سیاست" بتائے کہ کیا یہی وہ "مرکزی نظام" ہے۔ جس کی وہ ہمیشہ تعریف کرتا رہتا ہے۔

کنور عبد الوہاب خان صاحب ناظم اعزازی مجلس نمائندگان تبلیغ ان مولوی صاحبان کی حالت کا نقشہ جن سے ملکر کام نہ کرنے کا ہم کو مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ اس طرح کھینچتے ہیں :-

150

"میرے درد و غم کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ گروہ جس پر ہماری ہدایت کا دارومدار ہے۔ یعنی گروہ علما اس سے "تمسک رکھنے"۔ یا یوں کہوں تو بیجا نہ ہوگا۔ کہ اس مشترک فرقہ کو بدنام کرنے والے لیکن دعویداران مولویت میں وہ نفاق و شقاق ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے امان مانگنی پڑتی ہے۔ میری آنکھوں نے یہ منظر بھی دیکھا ہے۔ کہ اگر کسی خوش عقیدہ لیکن بدقسمت شخص نے کسی فاتحہ اور درود خوانی کی محفل میں دو مولوی صاحبان کو مدعو کر لیا ہے۔ تو ایک مولوی صاحب دوسرے مولوی صاحب کو دیکھ کر مکان کے دروازہ سے داعی کی عاجزی اور خوش آمدید کے باوجود یہ کہکر واپس ہوتے ہیں۔ کہ ایسی محفل میں شریک نہیں ہو سکتے۔ جس میں ہمارے مخالف اور دشمن شریک ہوں"۔

"شہر میں اگر راسخ العقیدہ مسلمان کسی عالم کے وعظ کی محفل منعقد کرتے ہیں۔ تو دوسری جماعت کے نام نہاد مولوی صاحبان کچھ غنڈوں اور بدمعاشوں کو بھیجتے ہیں۔ تاکہ وہ جلسہ کے مختلف مقاموں پر بیٹھیں۔ اور جلسہ شروع ہو جانے کے بعد یہ کہہ کر اٹھیں۔ کہ یہ مولوی تو ہندوؤں کا طرفدار معلوم ہوتا ہے۔ ہم اس کا وعظ نہیں سنتے۔ غرض اس سے یہ ہوتی ہے۔ کہ جلسہ میں انتشار پیدا ہو۔ اور جلسہ برباد ہو جائے"۔

یہ اور اسی قسم کا بہت کچھ رونا رونے کے بعد اس اتحاد کے متعلق جس میں شرکت کے لئے "ہمیں" "سیاست" دعوت دیتا ہے لکھتے ہیں "غالباً اکثر اصحاب کو خیال ہوگا۔ کہ گو چند جماعتیں علیحدہ ہیں۔ مگر زیادہ انجمنیں ساتھ ہیں۔ اس وجہ سے مختصر حالات اس اتحاد کے بھی بیان کر دینا ضروری ہے۔ چونکہ مبلغین کی تنخواہ کی داد و دہش کا تعلق مجلس نمائندگان تبلیغ سے نہیں ہے۔ بجز انجمن اتحاد مسلم راجپوتان ہند اور جمعیۃ العلماء صوبہ بمبئی کے۔ اس وجہ سے مبلغین اپنے کو مجلس نمائندگان تبلیغ کا ماتحت یا پابند نہیں سمجھتے۔ یہ عام حالت ہے۔ اور اس کی وجہ سے کوئی کام حسب دلخواہ نہیں ہو سکتا"۔

پھر لکھتے ہیں:-

"مذکورہ بالا جماعتوں کی پالیسی وہ ہے۔ جو سوراج پارٹی کے داخلہ کونسل میں ہے۔ یعنی اندر داخل ہو کر تباہ و برباد کرنا۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ یہ بزرگ ہستیاں اپنے مخصوص طریقہ کو مجلس نمائندگان تبلیغ پر آزماتے اور اس کو برباد کرنے کے بجائے کونسلوں میں داخل ہو کر ان کو برباد کرتیں۔ مگر جہاں باہر رہ کر برباد کرنے کے اصول پر عمل کیا گیا تھا۔ ممکن ہے۔ کہ یہاں کے تجربہ کے بعد پھر کونسلوں کی طرف بڑھیں"۔

کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے۔ کہ جس "اتحاد" اور "مرکزی نظام" کی یہ حالت ہو اس کی تائید اور ثناخوانی کا بیڑا اٹھاتے ہوئے ہماری جماعت کے متعلق "سیاست" نے اس قدر ناروا رویہ اختیار کیا۔ اگر معاصر مذکور فی الحقیقت اتحاد کا متمنی ہے۔ تو کیا اس کا فرض نہیں۔ کہ ان لوگوں کو اس کی تلقین کرے۔ جو "مرکزی نظام" کے اندر داخل ہو کر اس کو تباہ و برباد کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور جب اس نظام میں ایسے "مولوی صاحبان" موجود ہیں۔ جو اصل نظام کی جڑ ہی کو ہی کھود رہے ہیں۔ تو کیونکر ممکن ہے۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کے مبلغین کو چین لینے دے سکتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے ہماری جماعت کی ہر مقام اور ہر موقع پر مخالفت کی۔ اور ابھی تھوڑے ہی عرصہ کا واقعہ ہے جب میر نیرنگ صاحب اور سر رحیم بخش صاحب نے انجمن تبلیغ الاسلام کی بنیاد رکھنی چاہی۔ اور اسکے متعلق جلسہ کیا۔ تو اس میں ہمارے نمائندوں کی شمولیت کے خلاف مولویوں نے سخت شور برپا کیا اور کہدیا۔ کہ جس مجلس میں ان کو مدعو کیا جائے۔ اس میں ہم نہیں شامل ہو سکتے۔

اس قسم کے واقعات بتاتے ہیں۔ کہ اختلاف و انشقاق کا اصل مجرم کون ہے۔ جماعت احمدیہ یا وہ لوگ جنکی ہمیشہ "سیاست" تعریف کرتا رہا ہے۔ اور اب بھی جنکی حمایت میں کھڑا ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم دعوت دیتے ہیں۔ کہ احمدی مبلغین پر بلا ثبوت الزام لگانے کی بجائے وہ واقعات اور حالات پیش کئے جائیں جن کی بنا پر ہمارے خلاف یہ رائے قایم کی گئی ہے۔ ہم تو خود چاہتے ہیں۔ کہ اصل حالات پبلک کے سامنے آجائیں۔ اور اسی غرض کے لئے ہم اس قسم کی باتیں شایع بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور اب بھی ہمارے پاس چند ایک تازہ واقعات شایع کرنے کے لئے آئے ہیں۔

کیا ہم امید کریں۔ کہ معاصر مذکور ٹھنڈے دل سے ہمارے اس مضمون پر غور کرے گا۔ اور جو حالات اور واقعات ہم نے پیش کئے ہیں۔ ان سے صحیح نتیجہ پر پہونچیگا۔

قبول اسلام

۷ ستمبر کو بروز جمعہ سردار لچھمن سنگھ صاحب صوبہ دار پلٹن جن کے چک عـــــ ضلع لائل پور میں مربعہ جات ہیں بڑے رئیس آدمی ہیں۔ بیت المقدس کی طرف پھر آئے ہیں۔ حضرت مولوی اللہ بخش صاحب زیروی کی تقریر جو صداقت اسلام پر تھی۔ سن کر جگراؤں شہر کے اندر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے مختصر تقریر فرمائی کہ ہندو مسلمان ہونے والے پر الزام لگایا کرتے تھے کہ لوگ اسلام لالچ یا تلوار کے ڈر سے قبول کرتے ہیں یہ باطل ہے۔ دیکھو میں صاحب جائداد اور خاندانی آدمی ہوں۔ صرف اسلام کو سچا مذہب اور نجات کا ذریعہ جانکر قبول کرتا ہوں۔ سردار صاحب کو ہندوؤں اور رشتہ داروں نے پھیرنا چاہا۔ آپ نے سب کو تسلی بخش جواب دیئے۔ اور صداقت پر قایم رہے اللہ تعالےٰ استقامت بخشے۔

(عبدالرحمٰن سکرٹری شعبہ تبلیغ انجمن احمدیہ موگا)

پیغام والوں سے مطالبہ

زمیندار فی احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ آیا وہ خواجہ صاحب خطبات جمعہ میں موجودہ خلیفہ کا نام لیتے یا نہیں اور خواجہ صاحب ایک دشمن و باغی خلافت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جمعہ

اسلام کا سب سے بڑا رکن نماز ہے

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

سورۃ فاتحہ قرآن کریم کی جڑ ہے

سورۃ فاتحہ جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ یہ ام القرآن ہے۔ یعنی قرآن کریم کی جڑ ہے۔ جس طرح شاخوں میں وہی کچھ آجاتا ہے۔ جو جڑ میں موجود ہوتا ہے۔ گو وہ اس میں شکلاً نہ ہو۔ مگر بالقوہ وہ سب کچھ جڑ میں موجود ہوتا ہے۔ جو شاخوں میں جاکر ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں جو کچھ بیان ہے۔ وہ مختصراً اس سورۃ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ شاخ میں جو پھل ہوتے ہیں۔ وہ شکل کے لحاظ سے تو بیج میں نہیں ہوتے مگر اصل کے لحاظ سے وہ بیج میں موجود ہوتے ہیں اسی طرح سورہ فاتحہ قرآن کریم کے لئے بطور جڑ کے ہے

قرآن کریم کے تمام مضامین سورہ فاتحہ میں موجود ہیں

یعنے جو مضامین قرآن کریم میں تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں۔ اور جو گلکاریاں جو پھل اور پھول اور جو سرسبزی و شادابی اس کے مطالب میں نظر آتی ہے۔ وہ ساری کی ساری بطور بیج کے سورہ فاتحہ میں موجود ہے۔ اگر کوئی باریک نگاہ رکھنے والا ہو۔ تو وہ قرآن کریم کے مطالب کو سورہ فاتحہ سے نکال سکتا ہے۔

دنیوی اشیاء کی جڑوں اور قرآن کریم کی جڑ میں ایک امتیاز

دنیوی چیزوں میں تو بیج ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ ان پر درخت کے چھوٹے یا بڑے اور سرسبز و میٹھے ہونے کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ مگر قرآن کریم اس خوبی میں ممتاز ہے کہ اس کی یہ چھوٹی سی سورہ قرآن کریم کے مطالب کو اس طرح اپنے اندر رکھتی ہے۔ کہ اس پر اگر غور کیا جائے تو قرآن کریم کے تمام مطالب اس سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

قرآن کریم کی بہت بڑی خوبی

تو یہ قرآن مجید کو ہی خوبی حاصل ہے کہ اس کے بیج کے اندر ہی وہ حالت پائی جاتی ہے جس پر ہم قرآن کریم کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ گیہوں کے بیج پر اس کے درخت کا ہم صحیح اندازہ نہیں قائم کر سکتے۔ ایک خربوزہ کے بیج سے خربوزہ کا صحیح اندازہ نہیں معلوم ہو سکتا۔ مگر قرآن کریم کی جڑ ایک ایسی جڑ ہے کہ جس پر ہم قرآن کا صحیح صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اور باوجود اسکے کہ سورۃ فاتحہ کے الفاظ بہت تھوڑے ہیں۔ اور اس کی سات آیتیں جو ہیں۔ وہ بھی اس قدر چھوٹی ہیں کہ قرآن مجید کی چھوٹی سے چھوٹی آیت بھی سورۃ فاتحہ کی آیت سے لمبی ہے۔ مگر باوجود اسکے اسکے اندر ایسے الفاظ رکھے گئے ہیں۔ کہ جن کے مطالب عمر بھر نہیں ختم ہو سکتے۔ اور اس کے اندر اسقدر وسیع مضامین ہیں کہ جو کبھی ختم ہونے میں نہیں آتے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اس قدر وضاحت سے اس کے مطالب کو بیان کیا ہے۔ کہ اگر کوئی ضدی اور متعصب نہ ہو۔ تو اس کو اس بات سے کبھی انکار نہیں ہو گا۔

سورہ فاتحہ کا خاص اثر

یہ سورۃ نماز میں متواتر پڑھنے کے لئے بتائی گئی ہے۔ اور میں نے بتایا ہے کہ یہ سورہ قرآن کریم کی جڑ ہے کہ جس میں قرآن کے مضامین کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ان مضامین میں سے ایک خاص مضمون اس سورۃ میں بیان کیا گیا ہے جو ہر وقت مسلمان کے زیر نظر رہنا چاہیئے۔ ایسے مضمون کی ہی وجہ سے یہ سورۃ اپنے اندر ایسا اثر رکھتی ہے کہ اس کا پڑھنے والا خواہ کسی مذہب کا انسان ہو۔ مسلمان ہو یا ہندو۔ اس کا دل اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا بشرطیکہ وہ اس کے معنوں کو جانتا ہو۔ پس وہ مضمون ہر وقت مسلمان کی نظر کے سامنے رہنا چاہیئے۔

انسان کی دو حالتیں

وہ مضمون یہ ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت وہ ہے۔ جو اس کو اوپر کی طرف لے جاتی ہے۔ وہ ایاک نعبد سے شروع ہو کر انعمت علیہم پر ختم ہوتی ہے۔ پس اس مضمون میں انسان کی دو حالتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک حالت تو اس کو اوپر کی طرف لیجانیوالی ہے۔ جو ایاک نعبد سے شروع ہو کر انعمت علیہم پر جاکر ختم ہوتی ہے۔ اور ایک حالت اس کو نیچے کی طرف لیجانیوالی ہے۔ جو مغضوب علیہم سے شروع ہو کر ضالین تک جاختم ہوتی ہے۔ اب یہ دو رستے ہیں۔ جو ہم کو بتلائے گئے ہیں۔ اور ایک مسلمان کو نصیحت کی گئی ہے کہ انہیں سے اچھا رستہ اختیار کرے۔ اور برے کو اختیار نہ کرے۔ اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے اچھے رستہ پر چلائے۔ برے رستہ پر نہ چلائے۔ اب یہ مضمون ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ اور اس مطالب کو ہر شخص اس سورۃ سے نکال سکتا ہے۔ اس سے کم مطالب قرآن کریم سے نہیں نکال سکتا۔ وہ یہ کہ ایک اچھا رستہ ہے۔ جو اس پر چل جائے۔ اور ایک برا رستہ ہے۔ جس سے یہ بچ جائے۔

سورہ فاتحہ نماز میں متواتر پڑھنے کی وجہ

جب ایک مسلمان کو اس کے پڑھنے کی اس قدر تاکید کی گئی ہے۔ تو آخر اس کی کوئی وجہ ضرور ہوگی اور اس کا ضرور کوئی مطلب ہوگا۔ ورنہ تاکید بیفائدہ ہوگی۔ اس کو متواتر پڑھنے کی تاکید بتاتی ہے کہ اس کی کوئی وجہ ہے۔ وہ وجہ یہ ہے کہ انسان اصل میں ہر وقت خطرہ میں ہے۔ اور کسی وقت وہ خطرہ سے خالی نہیں۔ چونکہ وہ اس کے لئے ہر وقت خدشہ لگا رہتا ہے۔ اور وہ ہر وقت خطرہ کے مقام میں ہوتا ہے۔ اسلئے اس خطرہ سے بچنے کے لئے اس سورہ کو بار بار پڑھنے کے لئے اور اس کے مطلب کو اپنی نظر کے سامنے رکھنے کے لئے تاکید کی گئی ہے۔ پھر اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو خطرہ سے محفوظ سمجھنا یہ نادانی ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو محفوظ اور مصئون سمجھنے لگتا ہے۔ تو وہ پہلا قدم ہوتا ہے اس کے نیچے گرنے کا۔

سابقہ مضمون کی وضاحت اور دو انسانی حالتوں کی تشریح

آپ میں وہ مضمون اور مطلب جو اس سورۃ کے اندر ہے یادہ

جس کی طرف میں نے پہلے اشارہ کیا ہے۔ وہ وضاحت سے بیان کرتا ہوں۔ کہ وہ انسان جو اوپر کی طرف جاتا ہے۔ اس کا پہلا قدم ایاک نعبد ہے۔ اور دوسرا قدم ایاک نستعین ہے۔ پہلا قدم اوپر کو جانے کے لئے یہ ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کا عابد بنے۔ اور اسکی فرمانبرداری کرے۔ یہ پہلا قدم ہو گا۔ اس رستہ پر جو اوپر کی طرف لے جانے والا ہے۔ اس سے پہلا قدم ایمانیات ہے۔ جو ایاک نعبد سے پہلی آیات میں بیان ہے۔ مگر عملی حصہ کا پہلا قدم ایاک نعبد سے ہی شروع ہوتا ہے۔ عملی حصہ میں سب سے پہلا قدم عبادت اور فرمانبرداری ہے۔ پھر جب انسان خدا کی عبادت کرتا ہے۔ تو اس کا حق ہو جاتا ہے کہ خدا سے کچھ مانگے۔ جب خادم بنے گا۔ تب ہی وہ اعانت کا حقدار ہو گا۔ تو ایاک نعبد میں تو خدا تعالیٰ کو انسان کہتا ہے کہ میں آپ کا خادم بنتا ہوں۔ اب خادم بننے کے لئے دنیا سے انقطاع ہو گا۔ اور انقطاع کے بعد سامانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن کو وہ آقا سے مانگتا ہے۔ اور آقا ... کی طرف سے دو طرح کی اعانت ہوتی ہے۔ ایک تو خدمت کیلئے خدمت گار کو ہتھیار دیتا ہے۔ مثلاً مزدور ہے اسکو ٹوکری وغیرہ سامان دیتا ہے۔ اور بدلہ خدمت کا یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کی اور اس کے بیوی بچوں کی پرورش کا انتظام کرتا ہے۔ اسی طرح مسلمان کا دوسرا قدم استعانت ہے۔ پس جب یہ عبودیت کرتا ہے۔ تو یہ مانگتا ہے۔ کہ خدمت اور پرورش کے لئے سامان دیجئے۔

پہلے تو یہ کہتا ہے کہ میں آپ کا خادم ہوں۔ آپ کی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ اب اگلا رستہ یہ ہے کہ اچھا جی اب بتاؤ میں نے کیا کرنا ہے۔ پوری ہدایت دو کہ میں کیا کروں۔ مثلاً پہلے سامان دیتا ہے۔ جب سامان مل جاتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ اب بتاؤ کہ کیا کرنا ہے۔ تو مسلمان جب اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے تو گویا یہ کہتا ہے کہ سامان تو مل گیا۔ اب بتائیے کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ تو صراط مستقیم جب اسے ملتا ہے تو اُسے کام کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اور استعانت کے بعد اخلاق فاضلہ اور روحانیت حاصل کرتا ہے۔

پس نماز۔ روزے وغیرہ تو اس قسم کے دعوے ہیں کہ ہم آگئے ہیں۔ اور وہ چیزیں جو ہمیں پہلے دی گئی ہیں۔ ان کے استعمال کے لئے ذرائع دیئے جائیں تو پہلے طاقتیں دی جاتی ہیں۔ پھر فرائض بتائے جاتے ہیں۔ اور اسکے بعد چوتھا درجہ انعمت علیہم کا ہے صراط مستقیم کا مطلب تو یہ ہے کہ ایسا رستہ بتایا جائے جو آپ کا منشار ہو۔ اب منشار کئی ہوتے ہیں۔ ایک منشار ادنیٰ ہوتا ہے۔ ایک اعلیٰ۔ تو یہ انسان انعمت علیہم کہہ کر یہ دعا کرتا ہے۔ کہ ہمیں ایسے رستہ پر چلائیے۔ جس پر چلنے سے آپ کا اعلیٰ منشار حاصل ہو۔ جس سے آپ کا دوست بن جاؤں۔ کیونکہ دنیا میں دو قسم کے خادم ہوتے ہیں۔ ایک خادم تو معمولی خادم ہوتے ہیں۔ اور ایک ایسے خادم ہوتے ہیں۔ جو اپنے آقا کے دوست بن جاتے ہیں۔ تو مسلمان یہ دعا کرتا ہے کہ خدمت کرنے میں ایسے طریق پر چلائیے۔ جس پر چلنے سے میں آپ کا دوست بنجاؤں۔ اس مقام سے آگے کوئی مقام نہیں ❊

مغضوب علیہم سے مراد عبادت میں سستی کرنا ہے

اب اُوپر سے نیچے کیسے جاتا ہے۔ اور وہ کیا مقام ہے۔ وہ اسی طرح ہے کہ مغضوب علیہم پہلا قدم نیچے جانے کا ہے یعنی عابد ہونے سے نکل جائے۔ عبادت سے نکل جانیوالا مغضوب علیہ بنتا ہے۔ جو پہلا قدم اس رستہ کا ہے کہ جو انسان کو نیچے کی طرف لیجاتا ہے۔ پس ایاک نعبد کے مقام سے نیچے آجانے کا مقام مغضوب علیہم عبادت میں سستی کرنا ہے۔ جو شخص ایاک نعبد کے مقام سے نیچے آجاتا ہے۔ اس کے عقائد تو درست ہوتے ہیں۔ لیکن اعمال میں وہ سستیاں کرتا ہے۔ اس وجہ سے وہ مغضوب علیہم کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس کا دوسرا قدم ضالین ہے یعنی ایسی حالت پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ اس کو کچھ پتہ ہی نہیں ملتا کہ اس نے کیا کام کرنا ہے۔ گویا وہ مٹ ہی گیا۔ ضالین کے معنے ہیں کھوئے گئے۔ مٹ گئے۔ دین کے لحاظ سے ان کا نام و نشان مٹ گیا۔ مغضوب علیہم میں تو پھر بھی کچھ نشان باقی تھا۔ لیکن اس مقام پر پہنچنے سے بالکل مٹ گیا۔ مثلاً یہود عبادت کرتے ہیں۔ شریعت کو مانتے ہیں۔ اب خواہ غلط طریق پر چلتے ہیں۔ لیکن ایک نہ ایک طریق پر چلتے تو ہیں۔ لیکن عیسائی شریعت کو سرے ہی سے لعنت قرار دیتے ہیں۔ ان کی کسی بات پر شریعت کا اثر نہیں ہوتا۔ پس ظاہری احکام کو چھوڑ دینا اور صحیح طور پر ادا نہ کرنا مغضوب علیہم کہلاتا ہے۔ ایک شخص کو اس کا آقا کام کرنے کے لئے کہدے۔ اور وہ آگے کوئی اور کام کرتا رہے۔ اب خواہ وہ کتنا کام کرتا ہے۔ لیکن غلط طریق پر چلنے سے وہ آقا کے غضب کا مورد بنتا ہے۔ مثلاً ہم کسی کو مبلغ بنا دیں وہ آگے جاکر سارا دن لڑتا رہے۔ تو اس نے وہ کام تو نہ کیا۔ جس پر ہم نے اُسے مقرر کیا تھا۔ پس ظاہر میں تو یہودی نظر آئے گا۔ کہ وہ شریعت کی پابندی کرتا ہے۔ لیکن عیسائیوں کے ساتھ اگر کوئی دس ماہ بھی رہے تو وہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کس مذہب پر قائم ہیں۔ تو پہلا قدم نیچے گرنے کا مغضوب علیہم ہے۔ پس وہ قوم جو عبادت کو پورے طور پر ادا نہیں کرتی۔ وہ مغضوب علیہ ہے۔ چاہے وہ اور کام بڑی اچھی طرح سے کرے۔ مثلاً ایک شخص نماز نہیں پڑھتا۔ اور چندہ دیتا ہے۔ تو وہ مغضوب علیہ ہو گا نوکر اور خادم کے معنے تو یہ ہیں کہ آقا کی مرضی کے مطابق کام کرے۔ اسی طرح عابد کے تو یہ معنے ہیں کہ وہ خدا کی مرضی کے مطابق عبادت کرے۔ اور اس کے احکام پر چلے۔ نہ کہ اپنی مرضی کے مطابق کام کرے اگر وہ خدا کی مرضی کے مطابق عبادت نہیں کرتا تو خواہ وہ ناک رگڑے۔ وہ عابد نہیں کہلا سکتا۔ مثلاً ہندو ہیں۔ وہ بڑی بڑی سخت عبادات کرتے ہیں۔ لیکن خدا کی مرضی کے مطابق کام نہیں کرتے۔ اسلیئے وہ مغضوب علیہم ہیں۔ پس جو شخص شریعت کے مطابق چلے گا۔ وہی عابد کہلائیگا۔ اور انعمت علیہم میں داخل ہو گا۔ اور شریعت کے جو موٹے موٹے احکام

مثلاً نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ وغیرہ ہیں ان میں سب سے بڑا رکن نماز ہے - جو شخص اس بڑے رکن یعنی نماز کا

نماز کا تارک درحقیقت اسلام کا تارک ہے

تارک ہے - وہ درحقیقت اسلام کا تارک ہے اور جب تک وہ نماز نہیں پڑھتا - تب تک وہ جھوٹا اور منافق ہے - اس کا اور کاموں میں کوئی حصہ نہیں ہو گا - اس کا بحثیں کرنا اس کا چندے دینا اور دینی کام کرنا خدا کے حضور کچھ حیثیت نہیں رکھتا - میں نے تو جہاں تک غور کیا ہے میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے - خواہ وہ عیبوں میں کہاں تک نکل جائے - اس کے لئے پھر بھی بچاؤ اور نجات کی صورت ہے - لیکن جو شخص نماز نہیں پڑھتا - وہ خواہ کس قدر بھی اور نیکیاں بجالائے اس کے لئے پھر بھی خطرہ ہے ؛

مسلمانوں کی بہت بڑی تباہی کا موجب ترک نماز ہے

میرے نزدیک مسلمانوں کی تباہی کا بہت بڑا موجب نماز کا چھوڑنا ہے - اوّل تو امراء نے نماز ہی پڑھنی چھوڑ دی - اور جو پڑھتے ہیں - وہ گھروں میں ہی پڑھتے ہیں - عام طور پر لوگ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں پر نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں - لیکن ہماری جماعت کے متعلق تو یہ خیال بھی دل میں لانا خطرناک ہے - کہ اس میں سے کوئی آدمی تارک نماز ہو ؛

ایک دفعہ بھی نماز کا چھوڑنے والا تارک نماز ہے -

میرے نزدیک تو جو شخص سال میں ایک نماز بھی چھوڑتا ہے اس کا وہ تارک ہے - بلکہ پندرہ سال میں بھی اگر ایک دفعہ نماز چھوڑی ہے - تو وہ تارک ہے - کیونکہ نماز میں ایک ایسا لطف اور سرور ہے - کہ اس کی وجہ سے وہ کبھی کوئی نماز نہیں چھوڑ سکتا - جب سے وہ ایک دفعہ توبہ کر لیتا ہے - پھر اس کے بعد اگر ایک بھی نماز چھوڑتا ہے تو وہ تارک کہلائیگا - میں نے بہت دفعہ یہاں تقریر کی ہے کہ بہت لوگ ہیں - جو نماز باجماعت نہیں پڑھتے - لیکن باجماعت نماز کا مسئلہ تو پیچھے ہو گا - پہلے تو ضروری ہے کہ نماز کو کسی صورت میں ترک نہ کیا جائے ؛

میں نے سنا ہے کہ یہاں چند آدمی جو بظاہر اپنا گھر بار چھوڑ کر تھوڑے دنوں سے یہاں آئے ہیں - وہ نماز نہیں پڑھتے - اگرچہ میرا دل اس بات کو نہیں مانتا - کہ ہماری جماعت کا کوئی شخص ایسا ہو - جو نماز نہ پڑھتا ہو - مگر پھر بھی میرے دل پر اس بات کا اتنا اثر ہے کہ میں نے اس مضمون پر آج خطبہ کہا ہے - حالانکہ میرا ارادہ کسی اور مضمون پر بیان کرنے کا تھا ؛

نماز خدا اور بندہ کے درمیان کڑی ہے

پس خوب یاد رکھو کہ نماز کے بغیر کوئی اسلام نہیں ہرگز کوئی شخص نماز چھوڑ کر مسلمان نہیں رہ سکتا - ایک ہی کڑی ہے - جو خدا اور بندے کے درمیان ہے - اور وہ نماز ہے - پس کون ہے - جو اس کڑی کو توڑنا پسند کرتا ہے -

جو قوم نماز کی پابند رہے گی - وہ ہر وقت بچی رہیگی - دیکھو ٹوٹی ہوئی کڑی کسی طرف بھی نہیں رہتی تم خدا کی کڑی اپنے آپ کو سمجھتے ہو - بتاؤ - اگر تم ٹوٹے ہوئے ہو گئے - تو کس طرف جاؤ گے - تم تو پھر نہ دنیا کے رہے نہ دین کے -

تارک نماز کی موت بے ایمان کی موت ہے

نماز جو ہے - وہ پہلا قدم ہے عبودیت کا - جو شخص کبھی کبھی نماز چھوڑ دیتا ہے - وہ یہودیوں اور ضالین میں شمار ہو گا - پس جن سے خطا ہوئی ہے وہ سنبھل جائیں - اور اپنے ایمان کی فکر کریں - جو شخص نماز چھوڑتا ہے - میں اس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو کبھی ایمان کی موت نصیب نہ ہو گی - موت سے پہلے کوئی ضرور ایسا حادثہ اسے پیش آجائیگا کہ جس کی وجہ سے وہ ایمان سے محروم ہو گا - اور اس طرح بے ایمان ہو کر مریگا - کیا ساری عمر تم قربانیاں کر کے پھر مرتے وقت بے ایمان ہو کر دنیا سے جاؤ گے -

پس نماز کو چھوڑنا کوئی معمولی بات نہیں - عام طور پر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں - اور کبھی کبھی چھوڑ دیتے ہیں - وہ رسم کے طور پر جنبہ داری کے طور پر دکھلاوے کے لئے نماز پڑھتے ہیں ؛

زمینداروں کو خصوصیت سے نصیحت

میں یہاں کی جماعت کو اور پھر زمینداروں کو خصوصیت سے نصیحت کرتا ہوں - وہ نمازوں میں سستی کو چھوڑیں - خدا کے لئے نمازیں پڑھو - پھر دیکھو خدا کے کیا فضل تم پر ہوتے ہیں - میں تو کہتا ہوں - خواہ کتنا ہی نقصان ہو - نماز کو کبھی نہ چھوڑیں -

بعض کہتے ہیں کہ نماز بھول جاتی ہے - میرے نزدیک بھول کر نماز کا چھوڑنا بھی درحقیقت عمداً نماز کا چھوڑنا ہے - کیا وہ ماں جس کا بچہ ایک دفعہ اس کے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے سٹیشن پر گاڑی کے نیچے آجاتا ہے - کیا پھر کبھی وہ اپنے بچہ کو اپنی انگلی سے جدا رکھیگی - پھر کیونکر ممکن ہے کہ ایک شخص کو نماز بھول جاتی ہے - یا نماز پڑھنے سے پہلے وہ سو جاتا ہے - اگر تم دیکھتے ہو - کہ عشاء سے پہلے چارپائی پر لیٹنے سے نیند آجاتی ہے تو تم کیوں اپنی جگہ پر لیٹتے ہو - جہاں تم پر غفلت طاری ہوتی ہے - اگر تمہاری آنکھوں کے سامنے نماز چھوڑنے کی سزا کا بھیانک نظارہ آجائے - تو پھر تم کیسے نماز سے پہلے سو سکتے ہو ؛

پس جو شخص بار بار بھول جاتا ہے - وہ بھی جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کے مطابق ہے - اور بار بار نماز بھول جانا بھی خطرناک ہے - اس لئے اس سے بھی بچو - اور نماز کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو -

ہمارے اور دوسروں کے درمیان امتیاز

کم از کم ہمارے اور دوسروں کے درمیان یہ امتیاز تو ہو کہ ہم میں سے ایک بھی بے نماز نہ ہو - کوئی تارک نماز نہ ہو - باقی میرا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو باجماعت نماز نہیں پڑھتا - وہ بھی تارک نماز ہے - اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم سچا نمونہ اس کی اطاعت کا ہوں - اور کم سے کم یہ کہ ہم نماز باجماعت کے پابند ہوں ؛ (ذ شمہ ظفر اسلام ؛

امیر جماعت احمدیہ فیروزپور

خان صاحب منشی فرزند علی صاحب کی فیروزپور سے راولپنڈی تبدیلی ہو گئی ہے - خان صاحب کی جگہ جماعت فیروزپور و علاقہ متعلقہ کا امیر جناب مرزا ناصر علی صاحب وکیل کو حضرت اقدس نے مقرر فرمایا ہے -

دستخط - ناظر اعلیٰ - قادیان

خواجہ کمال الدین کا احمدیت سے انکار

مصر میں احمدیوں کا اپنا اخبار

یہ خبر نہایت حیرت کے ساتھ ہندوستان کی دنیا میں پڑھی جائیگی۔ کہ خواجہ کمال الدین جس کی نسبت ہندوستان کی پبلک غافل نہیں ہے۔ کہ وہ احمدی تھے۔ انھوں نے مصر میں ایک اعلان کر کے احمدیت سے دست برداری حاصل کرلی ہے۔ پہلے تو صرف خلافت ثانیہ کا انکار تھا اور اب اس سے بڑھ کر یہ ترقی کی ہے۔ کہ مسیح موعود کے تمام دعوؤں سے انکار کر دیا۔ اہل بصیرت اس سے عبرت حاصل کریں۔ اصل بات یہ ہے کہ عزت و جاہ کا بھوکا خواجہ۔ جس نے کسی وقت ہندوستان میں لارڈ ہیڈلے کو لاکر اموال جمع کرنے کی صورت پیدا کی تھی۔ مگر الحکم کے ان مضامین کی وجہ سے جنمیں لارڈ موصوف کی نمائش کی حقیقت واضح کی گئی تھی۔ یہ آمد رک گئی۔ اب خواجہ نے اس کو اور رنگ میں پورا کیا خواجہ نے گذشتہ چند ماہ قبل مصر میں سیاست انگریزی پر حملہ کرتے ہوئے بعض مقالات مصر کے جرائد میں طبع کرائے۔ جس سے مصری پبلک ان کے نام سے بہت حد تک واقف ہو گئی۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے اپنے بعض دوستوں کے ذریعے سے لارڈ موصوف کے قاہرہ سے کے پاس سے حج کے لئے گذرنے اور ایک دو دن یہاں قیام کرنے کا اعلان کرایا۔ جسپر بعض کمیٹیاں بنیں۔ کہ ان کا استقبال کریں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ خواجہ صاحب کا استقبال جیسے وہ چاہتے تھے۔ عمدہ ہوا۔ اور ان کے لئے ڈنر اور دعوتیں ہوئیں۔ ان کی مدح بھی ہوئی۔ اور حقیقت میں خواجہ صاحب کا نمبر تو دوسرا تھا۔ پہلے نمبر پر لارڈ موصوف تھے۔ خواجہ صاحب کے حج کرنے کے بعد ابھی وہ قاہرہ سے نہیں پہنچے تھے کہ جرمن میں مسجد احمدیہ کا بنیاد رکھی گئی۔ جسپر مصری طالب علموں نے شور مچایا۔ اور مجاہد احمدیہ حضرت مولوی مبارک علی صاحب کا مقابلہ کرنا چاہا۔ اور انی معین من اراد اھانتک کے ماتحت پولیس کے ڈنڈوں سے وہ لوگ وہاں سے نکالے گئے۔ ان خبروں کو لنڈن کے اخباروں نے تاروں کے ذریعہ شایع کیا۔ اور لنڈن سے اسی روز مصر میں بذریعہ تار شایع کرایا۔

اس کے ساتھ حزب الوطنی نے ایک بیان ہمارے سلسلہ کے خلاف شایع کیا۔ جس کی تردید میں نے اور اخویم شیخ محمود یوسف پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ قاہرہ نے اہرام اخبار میں دوسرے دن ہی طبع کرا دی۔ اس کے بعد ایک سلسلہ مضامین کا ہمارے خلاف طبع ہونے لگ گیا۔ جس میں بعض لوگوں نے خواجہ صاحب کا ذکر بھی کیا۔ کہ یہ حرکۃ احمدیۃ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان مصری لوگوں کو جنھوں نے خواجہ صاحب کی مدد کے لئے کچھ آدمی بھیجنے چاہے تھے۔ روکنے کی کوشش کی۔ اسپر جبکہ خواجہ صاحب ۱۷ اگست ۱۹۲۳ء کو مصر پہنچے۔ تو استاذ نجیب براد حامی نے ان سے ان کی مدد کے لئے ایک وفد بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جس کو انھوں نے مصری دوستوں کے منشاء کے ماتحت چھوڑ دیا۔ کہ اگر وہ بھیجنا چاہیں۔ تو بھیجدیں (ورنہ مالی طور پر مدد کرائیں)

اس کے بعد انہوں نے ان اخبار کا ذکر کیا۔ جو انکی نسبت طبع ہوئے۔ کہ وہ احمدی اور قادیانی ہیں۔ اس سے وہ سخت حیران ہوئے۔ اور اسوقت ایک مقالہ عربی اخبارات میں انگریزی سے عربی میں ترجمہ کرا کے شایع کرایا۔ اور خود نجیب بے نے بھی ان کی پوزیشن کو صاف کیا کہ خواجہ صاحب کے ساتھ اس قسم کا ظلم جائز نہیں ہے۔ وہ تو پکے سنی مسلم ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ کے مذہب پر ہیں۔ وغیرہ۔

اس کے بعد خود خواجہ صاحب نے جو کچھ شایع کیا۔ اس کا خلاصہ صرف چند الفاظ میں یہ ہے:-

"میرے دوست استاد احمد بک نجیب برادہ وکیل نے مجھ کو اخبار اہرام کی ان عبارتوں پر مطلع کیا۔ جنمیں کاتب کو گمان ہے کہ میں فرقہ قادیانی کے ساتھ یا حرکۃ احمدیۃ کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھتا ہوں۔ جیسے کہ میں نے اس مناسبت سے قادیانیوں کے عقیدے اور مبادی کے مناقشات کو پڑھا۔ جبکہ میں ان باتوں سے جو میری طرف منسوب کی گئی ہیں۔ دور ہوں۔ تو معلوم نہیں شائع کرنے والے کا کیا مطلب ہے۔"

پھر لکھا ہے۔ "میں ۱۹۱۲ء سے دین اسلام کی خدمت کے لئے کھڑا ہوں۔ محض اللہ کی رضا کے لئے۔ اور میں کسی سے جزا اور شکر کا طالب نہیں۔ جیسے میں اپنے کسب خاص سے جو کہ اس دینی خدمت کے لئے اخراجات ہوتے ہیں۔ صرف کرتا ہوں۔ اور میرا مبدائیہ ہے۔ کہ میں دین کے تمام اختلافی حزب سے دور رہوں۔"

پھر اپنا عقیدہ شایع کیا ہے اور لکھا:- "میرا عقیدہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے۔ اور جو اسکی تصدیق کرے۔ وہ خارج عن الاسلام اور کافر ہے۔"

پھر لکھا:- "میں اہل سنۃ والجماعۃ سے ہوں۔ میرا مذہب مذہب ابی حنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔"

ووکنگ کی نسبت لکھا:- "میں اس کا موسس ہوں۔ اور میں نے ہی اس کو شروع کیا۔ اکیلے اور اپنے ذاتی مال سے اسپر خرچ کیا۔ اور اپنی کوششیں لگائیں۔ اور اپنی جان کو خرچ کیا۔ میں وہاں کسی جماعت اور کسی حزب کا نمائندہ نہیں ہوں۔ یہ صرف میری کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور اس کے سوا کسی مشن کے ساتھ میرا تعلق نہیں۔ اور میرا کوئی تعلق قادیان سے نہیں۔ اور نہ احمدیہ موومنٹ سے کوئی تعلق ہے"

پھر اپنی مالی مدد کے لئے لکھا ہے کہ "بعض مسلمان بھائی ہندی اور بعض ریاستیں جیسے حیدرآباد اور بھوپال اور بہاولپور میری مدد کرتی ہیں۔ اور یہ سب لوگ سنی ہیں۔"

آخری مرتبہ پھر اعلان کیا کہ "میں دوبارہ اقرار کرتا ہوں کہ فرقہ قادیانیہ کے ساتھ میرا مطلق کوئی تعلق نہیں یا حرکت احمدیہ لنڈن سے میرا کوئی تعلق نہیں۔"

یہ خلاصہ ہے۔ ان کی اصل تحریر کا ممکن ہے۔ کہ الفضل یا الحکم میں اصل تحریر لفظاً لفظاً ترجمہ ہو کر شائع ہو جائے۔

یہ وہ خیالات ہیں۔ جو خواجہ کمال الدین نے شایع کیئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اب قطعاً کسی جماعت احمدیہ کے ساتھ تعلق نہیں۔ اور نہ وہ ان سے کسی قسم کی مدد لیتے ہیں۔

اب سلسلہ کے بزرگ احباب کا فرض ہے کہ وہ اس موضوع پر خوب کھول کر لکھیں۔ تاکہ ہمارے دھوکہ خوردہ بھائی جان لیں۔ کہ وہ شخص جس کی نسبت ان کا خیال ہے۔ کہ وہ احمدی ہے۔ وہ کیسے سستے داموں اپنی احمدیت کو فروخت کر رہا ہے ؁

ایک ضروری اعلان
احمدیوں کا اپنا اخبار

مصر میں اب احمدیت کی بحث بہت طاقت سے چھڑ گئی ہے اور ہر طرف سے ہمارے متعلق ایک آگ بھڑکائی جارہی ہے۔ ہم نے ان مقالات کا جواب اخبارات میں لکھ کر شائع کرنے کے لئے بھیجا مگر مخالفت میں اندھے اخبارات نے اسکے شائع کرنے سے عملی طور پر انکار کر دیا۔ اس لئے اس وقت اگر ہم نے ٹھہری خاموشی اختیار کی۔ جبکہ لوہا خوب گرم ہو رہا ہے ذ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مصر میں احمدیت بہت پیچھے جا پڑیگی۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم نہایت وضاحت کے ساتھ اپنے مبادی کو شایع کریں۔ اور مصری دوستوں کے سامنے حقیقت احمدیت خواجہ کمال الدین پیش کریں۔ خصوصاً جبکہ خواجہ کمال الدین اب خدا کے اس مقدس سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

اِس غرض کے لئے ایک اخبار کی سخت ترین ضرورت ہے۔ مَیں نے البشری کے لئے وزارت داخلیہ میں اجازت کی درخواست دی ہے۔ جس کا تا حال کوئی جواب نہیں ملا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے عین موقع پر اپنے فضل سے ایک اور صورت پیدا کر دی۔ حسین آفندی مظلوم جو کہ اخبار قصر النیل کے مالک و ایڈیٹر ہیں انہوں نے کلّی طور پر اپنا اخبار قصر النیل میرے سپرد کر دیا ہے۔ کہ میں اس سے احمدیت کی جس طرح سے چاہوں خدمت لوں۔

مَیں حسین آفندی مظلوم کا صدق دل سے شکر گزار ہوں۔ جس نے عین وقت پر اپنے جریدے سے مدد دی جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور حقیقی شکر تو اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اخبار قصر النیل چھ ماہ تک ہمارے پاس رہے گا۔ اور اس کی لکھائی چھپائی اور کاغذ کا سب خرچ ہم کو ادا کرنا پڑیگا۔

اس عرصہ میں اگر البشریٰ کی اجازت آگئی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اس کی اشاعت کی اجازت دی۔ تو وہ شایع کیا جائیگا۔ ورنہ اس وقت تک اسکو موخر کر دیا جائیگا۔ جب تک حضرت امام پسند کرینگے اخبار قصر النیل جلد سے جلد سلسلہ احمدیہ کا ترجمان ہو کر پبلک میں آجائیگا۔ میں اس کے لئے فرداً فرداً کسی بزرگ کے نام اپیل نہیں لکھوں گا۔ ایک زندہ قوم کا فرض ہے کہ وہ ایسے اخبار کی خود سرپرستی فرمائے ایسے احباب کی ضرورت ہے۔ جو کہ مفت اشاعت کے لئے کوشش کریں۔ ایسے احباب کی ضرورت ہے۔ جو کہ اس کے لئے خریدار پیدا کر سکیں ؁

یہ اخبار ہفتہ وار ہو گا۔ ہندوستان کے لئے اسکی قیمت دس روپے ہو گی۔ اخبار باتصویر ہو گا۔ جو احباب خریدار بنیں۔ وہ بذریعہ پوسٹل آرڈر یا انگریزی نوٹ یا منی آرڈر کے ذریعہ مجھکو روانہ فرمائیں۔

احباب کی اس غرض کے لئے فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ میری اپنی حالت یہ ہے کہ میں تین ماہ سے کرایہ مکان ادا نہیں کر سکا۔ اس سے کوئی بزرگ یہ خیال نہ کرے۔ کہ میں کسی قسم کی اپیل اپنی ذات کے لئے کر رہا ہوں۔ نہیں نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ بلکہ ان مالی مشکلات کا میں نے ذکر کیا۔ جنمیں میں اسوقت گھرا ہوا ہوں۔ مگر باوجود اسکے میں اپنی ساری ہمت اور کوشش کو سلسلہ کے لئے لڑانے کے لئے تیار ہوں اور میں قطعاً اس امر کی پرواہ نہیں کروں گا کہ کوئی میری آواز پر لبیک کہتا ہے یا نہیں۔ مگر ہاں ایک زندہ قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ ہو۔ اور بحر و بر میں ان کا ساتھ دیں۔ کیونکہ خدائی جماعتیں اپنے اندر خدائی صفات کا عکس لیتی ہیں ؁

جریدہ قصر النیل۔ بہت کم لوگوں کے نام نمونۃً بھیجا جائیگا۔ جو شخص اس کو خریدنا چاہیں۔ دس روپیہ بھیجکر مجھ کو مشکور فرمائیں۔ تاکہ سلسلہ کے سامنے سے روکیں اٹھ سکیں۔ والسلام

جماعت احمدیہ کا ادنیٰ خادم

محمود احمد ابن شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

تیار ہو جائیے

چوتھی سہ ماہی کو ترتیب دیا جارہا ہے۔ اس لئے تمام وقف کنندگان کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جو صاحب اس سہ ماہی میں تشریف لیجانا چاہتے ہیں۔ وہ دفتر کو فوراً مطلع کریں۔ اور جو بعض مجبوریوں کی وجہ سے نہیں جا سکتے۔ ان کو بھی فوراً دفتر کو مطلع کر دینا چاہیئے۔ چوتھی سہ ماہی ۱۵ دسمبر سے شروع ہو گی۔ فقط۔

خاکسار

محمد عبد اللہ خان۔ نائب ناظر انسداد ارتداد۔ قادیان

چند خادمانِ دین کی ضرورت

(۔۔)

ہمیں چند ایسے احمدی درکار ہیں۔ جو موٹے موٹے احکام شریعت خصوصاً عملی حصے سے اچھی طرح سے واقف ہوں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم و عقائد پر اطلاع رکھتے ہوں۔ اُردو لکھ پڑھ سکتے ہوں۔ اور امام مسجد اور مدرس کا کام کر سکتے ہوں۔ تنخواہ پندرہ روپے ماہوار دی جاوے گی۔ اور قادیان سے باہر کسی علاقہ میں کام پر لگایا جائیگا۔ احباب جو اس خدمت کے لئے تیار ہوں۔ جلد سے جلد اپنی درخواستیں معہ پورے پتہ کے خاکسار کے نام ارسال فرماویں

خاکسار

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد۔ قادیان دارالامان

مجاہد فی سبیل اللہ کا سفر نامہ

۱۷ اگست کے الفضل میں برادرم خان محمد امین خان صاحب کے تبلیغی سفر بخارا سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اطلاع دے چکے ہیں۔ اس کے بعد صبح و شام یہی انتظار رہتا کہ ہمارا پیارا بھائی کب وارد دارالامان ہوتا ہے۔ جو ناگاہ یہ اطلاع پہنچی۔ کہ کوئٹہ میں تو پہنچ گئے۔ مگر زیر حراست ہیں۔ اللہ تعالےٰ جلد ہمارے مجاہد فی سبیل اللہ بھائی کو ہم سے ملائے اور ہمیں اپنی زبان سے علوم اسلامیہ کے مرکز بخارا کی جماعت احمدیہ کے حالات سنائے۔ سردست یہ مکتوب افادۂ ناظرین کے لئے شایع کیا جاتا ہے۔ جس کا درمیانی حصہ بعنوان مجاہد کا خلوص و اخلاص۔ ہرچند کہ غلام کی اپنے آقا سے خادم کی اپنے مخدوم سے عرض معروض اور محب کا اپنے محبوب سے راز و نیاز ہے۔ اور اس کا افشا مذہب عشاق میں جائز نہیں۔ لیکن احباب جماعت احمدیہ کو یہ بتانے کے لئے کہ سلسلہ احمدیہ کو ایسے ہی فدا کاروں کی ضرورت ہے۔ جو سب کچھ کر کے پھر بھی سچے دل سے یہی سمجھیں۔ کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ اور اس صحابی کی طرح ہوں۔ جسے حضرت رب العزت نے فرمایا تھا۔ کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ تو اس نے عرض کیا ربّ احیینی فاقتل فیک ثانیۃً۔ اور ادھر اغیار بھی اتنا تو سوچیں۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے یہ روح پیدا کرنے والا کس مرتبہ کا انسان ہو سکتا ہے۔ آہ اس کے خدام تو اسلام کے لئے یوں اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے والے اور طوق و زنجیر کے متوالے ہوں۔ اور تم گھر بیٹھے انہیں کافر کہو۔

یہ خط مولانا رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کی عنایت سے خاکسار کو برائے اشاعت ملا ہے۔ خدا تعالےٰ جزاء خیر دے۔ (اکمل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و السلام علیٰ المسیح الموعود

بحضور انور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح و مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

حضور کے غلاموں کی جوتیوں کا ایک ناچیز اور نالائق خدمتگار محمد امین احمدی محض حضور پُر نور کی دعاؤں سے ۴ ستمبر کو ایک طویل بیان دینے کے بعد مستری غلام محمد صاحب برادر میاں سلطان محمد صاحب سیالکوٹی کے دو ہزار کی ضمانت پر کوئٹہ حوالات سے اس شرط پر رہا ہوا۔ کہ جب تک سپرنٹنڈنٹ پولیس کوئٹہ مجھے اجازت نہ دے۔ میں کوئٹہ سے باہر نہیں جاؤنگا اور نہ کسی پبلک لیکچر میں حصہ لونگا۔ میں اس جگہ کے بیانات کی مفصل روئداد تو انشاء اللہ دارالامان شریف پہونچکر حضور انور کی اجازت اور منظوری کے بعد بہ توسط جناب ناظر صاحب امور عامہ خدمت بابرکت میں پیش کروں گا۔ لیکن یہاں صرف اس قدر عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

سلسلہ احمدیہ کی خدمات گورنمنٹ برطانیہ کیلئے

میں نے اپنے مفصل بیان کے دوران میں سلسلہ کے سیاسی مسلک کو ظاہر کرنیکے لئے یہ بھی بتایا کہ رولٹ ایکٹ کے پر آشوب دنوں میں جب کہ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک شورش اور جنبش تھی۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء مبارک اور احکامات خصوصی کے ماتحت اور حضرت ناظر امور عامہ (جو کہ اس وقت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ تھے) کے احکامات اور اعلانات کے ماتحت تمام جماعت احمدیہ قادیان نے تمام ہندوستان میں متفرق طور پر اور مجھ نے سیالکوٹ میں ظفر وال چونڈہ تحصیل سیالکوٹ وغیرہ مختلف جگہوں میں پا پیادہ اور ریل کے ذریعہ سفر کر کے بغیر کسی اجرت اور حق الخدمت کے سات آٹھ ماہ گورنمنٹ کے لئے خدمت کی۔ جس پر جماعت کی متفقہ خدمتگذاری میں سابق گورنر پنجاب (سر مائیکل اڈوائر) نے اظہار خوشنودی اور اعتراف شکر گذاری کیا اور میری خدمات کو اس وقت کا انسپکٹر پولیس سیالکوٹ (خانصاحب فیروز الدین خاں امرتسری) اور سپرنٹنڈنٹ پولیس سیالکوٹ مسٹر کارنا اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور ایسا ہی روسیہ میں اگرچہ میں تبلیغ احمدیت کے لئے گیا تھا۔ لیکن چونکہ سلسلہ احمدیہ اور برٹش حکومت کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ اس لئے جہاں میں اپنے سلسلہ کی تبلیغ کرتا تھا۔ وہاں لازماً مجھے گورنمنٹ انگریزی کی خدمتگذاری کرنی پڑتی تھی کیونکہ ہمارے سلسلے کا مرکز ہندوستان میں ہے۔ تو ساتھ ہی ہندوستانی حکومت کے احسانات اور مذہبی آزادی کا ذکر لوگوں کے سامنے کرنا پڑتا ہے۔ روسیہ میں اگر میں اپنے آپ کو مہاجر انقلابیان ہندوستان یا آزادی خواہان ہندوستان میں سے بتلاتا۔ تو میرے لئے خاطر خواہ سہولت و آسانی پیدا ہوتی۔ اور ایک معزز مہمان کی طرح میرا استقبال کیا جاتا۔ لیکن میں نے حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات اور ہدایات کے ماتحت اس امر کو دیانت و امانت کے خلاف سمجھا۔ کہ میں کوئی ایسی بات کروں۔ جو واقعات کے خلاف اور برٹش مفاد اور بہبودی کے لئے مضرت رساں ہوں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ عشق آباد میں کچھ غذا کم ملنے کی وجہ سے میرے جسمانی ضعف و نقاہت کو دیکھکر اور زیادہ تر اس خیال کی بنا پر کہ نہ تو یہ شخص انگریزی جاسوس ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور نہ اپنے آپ کو آزادی خواہ ہندوستان بتلا کر تکلیف اور اذیت سے بچتا ہے۔ میرا ڈاکٹری معائنہ کیا گیا۔ کہ شاید مجھے دماغی عارضہ لاحق ہے۔ جبھی اپنے آپ کو سیاسی انقلاب پسند نہ کہنے سے غیر معمولی مصیبت میں اپنے تئیں ڈال رہا ہوں۔ لیکن خدا کے فضل سے میں نے ڈاکٹر کو صفائی سے کہدیا۔ کہ مجھے کوئی تکلیف اور بیماری نہیں ہے۔ اور میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ جو ہمارے سلسلہ کیلئے یا بالفاظ دیگر گورنمنٹ کے لئے نقصان دہ ہو۔

میں نے سی۔ آئی۔ ڈی کے انسپکٹروں کو یہ بھی جتلایا۔ کہ مجھے ان باتوں کے بیان کرنے کی کوئی ضرورت اور حاجت نہ تھی۔ کیونکہ ہم

حکومت سے کسی قسم کا صلہ نہیں چاہتے۔ اور جو کچھ گورنمنٹ کے لیے کرتے ہیں۔ بغیر نمود و نمایش اور اپنے مذہبی اعتقاد کے بنا پر کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ آپ لوگوں نے مجبور کیا۔ لہذا مجھے بتلانا پڑا۔ میں نے اس امر کا نہایت پر زور الفاظ میں رد کیا جبکہ محمد اقبال شیدائی سیالکوٹی کو ہماری جماعت کی طرف منسوب کیا گیا۔ میں نے تمام ذمہ دار افسران پولیس کو بڑے زور شور کے ساتھ متوجہ کیا کہ اقبال شیدائی کو ہماری جماعت کے ساتھ کسی قسم کا تعلق اور رابطہ نہیں ہے۔ اور نہ ہم اس کو احمدی سمجھتے ہیں۔

مجاہد کا خلوص و اخلاص

یہاں تک تو بہت ہی مختصر میں نے کوئٹہ کے حالات عرض کئے ہیں۔ اس کے بعد اے میرے پیارے آقا! میں حیران ہوں۔ اور یہ حیرانی بعض وقت غم وہم کی صورت میں بدل کر مجھے سراپا گھیر لیتی ہے۔ کہ میں کس طرح اپنے مولا کریم کے حضور اور اس کے لطف نوازی کا شکریہ ادا کر دوں۔ کہ اس مبارک سفر کے لئے اور ہاں اس نہایت مبارک سفر کے لئے جہاں میرا محبوب آقا علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لے گئے تھے (اے میرے خدا! میری ناچیز ہستی کو اپنی رضا کے لئے حضور کی خدمتگذاری میں ہی مٹا دے) حضور پر نور اس نالائق ناچیز کو منتخب اور مامور فرمایا۔ اے میرے پیارے آقا! یہ نالائق اور نابکار تو ہرگز ہرگز اس مبارک سفر کے قابل اور اہل نہ تھا۔ لیکن یہ تو محض حضور انور کی ہی ذرہ نوازی اور لطف نوازی تھی۔ کہ حضور انور نے اس نہایت مبارک سفر پر (جہاں میرے محبوب آقا علیہ السلام تشریف لے گئے تھے) جانے کیلئے اس سیاہ کار گنہگار کو حکم دیا۔ حالانکہ حضور کے خدام عالی مقام ہیں جن کی جوتیوں سے بھی مجھے کوئی نسبت نہیں ہے ہزاروں ہزار بہتر سے بہتر اہل اور قابل جانثار موجود تھے۔ اور پھر خصوصاً افغانوں میں مجھ سے ہر طرح لائق اور فاضل خدمتگذار حاضر تھے۔ سو یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ میں آیا پسند

ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمتگذار

اور خود اللہ تعالیٰ نے ایک رویا کے ذریعے مجھ پر ظاہر فرمایا۔ اور میں نے خواب میں حضرت قاضی اکمل صاحب سے عرض کیا۔ کہ اس شعر کا فی البدیہہ اردو میں ترجمہ کر دیں

نہ من بر آں گل عارض غزل سرایم و بس

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار اند

پس اے میرے پیارے آقا حضور انور کی اس بڑی ذرہ نوازی اور لطف نوازی کے موقعہ پر میں پوری بصیرت اور مسرت کے ساتھ اپنے ناچیز وجود کو پھر حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ لیکن حیران و پریشان ہوں کہ کس حیثیت اور کس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کروں۔ جماعت بخارا اور بارگاہ خلافت کے درمیان ایک ہرکارہ ڈاک کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کروں تو یہ عہدہ جلیلہ بھی میرے لئے نہیں سجتا۔ اور اگر مبلغین کرام کی خدمت میں ایک نالائق حمال کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کروں۔ تو اس کام کا بھی خاطر خواہ اہل نہیں ہوں۔ اے کاش! میں مولوی فاضل ہوتا۔ یا انگریزی کا ایم۔ اے بی۔ اے ہوتا۔ اور حضور کی خدمت بابرکت میں پیش ہوتا تو اچھا ہوتا۔ لیکن افسوس کہ نہ شعر عبارت سے بہرہ وافی رکھتا ہوں۔ اور نہ ریاضیات میں دسترس حاصل ہے۔ لیکن اے میرے پیارے آقا۔ جو کچھ بھی ہوں۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوں۔ میں حضور کی خدمت میں مشہد سے عرض کرنے والا تھا۔ لیکن پھر عرض نہ کر سکا۔ اب اس جگہ سے میں حضور انور کی خدمت میں عاجزانہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ اگر حضور انور اس نالائق کو کسی کام کا اہل فرما دیں۔ تو میری انتہائی سعادت ہوگی۔ میں نے اپنے وجود کے گوشہ گوشہ اور دل کے ریشہ ریشہ کو ٹٹولا ہے۔ اگر حضور انور مجھے اکیلا بخارا جانے کا حکم فرماوینگے۔ تو میں کوئٹہ ہی سے واپس چلے جانے کے لئے تیار ہوں۔ اور اگر حضور حکم فرماویں گے۔ کہ میں کسی عالم کا انتظار کروں۔ تو اس کے ہمراہ ایک حمال کی حیثیت سے جانے کو تیار ہوں۔ اور میں حضور کے سامنے عہد کرتا ہوں۔ کہ جس عالم کے ساتھ مجھے بحیثیت ایک خدمتگار جانے کا حکم ہوگا۔ ان کے اسباب کو اٹھاؤں گا۔ اور ان کے پاؤں کو دباؤں گا اور کپڑے دھو کر دوں گا۔ اور ان کے لئے روٹی بھی پکاؤں گا۔ اور اس کے علاوہ جو بھی وہ حکم دینگے اس کو حضور کے حکم کی طرح بجا لاؤں گا۔ اور صرف بخارا کی طرف نہیں۔ بلکہ میں حضور کے ہر حکم کا شرح صدر سے انتظار کر رہا ہوں۔ کہ اگر آج کوئٹہ میں مجھے افغانستان کے کسی حصہ کی طرف جانے کا حکم مل جاوے۔ تو میں فوراً کوئٹہ سے چل پڑوں گا۔ گویا میں حضور کے حکم کے لئے چشم براہ اور گوش بر آواز ہوں۔ افغانستان کا قندھار یہاں سے بالکل نزدیک ہے۔ اس کے علاوہ غزنی۔ خوست۔ کابل جہاں بھی حضور کا حکم پہونچیگا۔ میں یہیں سے چل پڑوں گا۔ اور جس دن میں قادیان شریف سے نکلا ہوں۔ اس سے زیادہ جوش اور تیزی کے ساتھ انشاء اللہ چلوں گا۔ اور اگر حضور اس عاجز کو پشاور کی سرحدات میں کام کرنے کے لئے حکم فرماوینگے تو میں یہاں سے فوراً سیدھا پشاور کی طرف چلا جاؤں گا۔ اور اگر حضور انور کوئٹہ سے اس نالائق اور ناچیز کا کسی دوسری طرف کو جانا مناسب نہیں سمجھتے۔ تو میرے پیارے آقا مجھے قادیان آنے کی اجازت دی جاوے۔ مدینۃ المسیح میں مدت سے میں اپنے لئے کام تجویز کر چکا ہوں۔ وہ یہ کہ رات کو میں فرشتوں کے ساتھ مل کر مدینۃ المسیح کے مبارک گلی کوچوں میں بغیر کسی قسم کی اجرت کے چوکیداری کیا کروں گا۔ اور دن کو فاروق پریس میں یا الفضل پریس پر مزدوری کروں گا۔ ۱۹۲۱ء میں جب انجمن کے مختلف صیغوں میں تخفیف ہونے لگی۔ تو میں نے اس وقت قاضی اکمل صاحب سے عرض کیا تھا کہ اگر میں تخفیف میں آیا۔ تو پھر مجھے الفضل پریس میں کام

کرنے دیں۔ اور اگر پریس پر کام نہ ملے۔ تو اپنے مادر مہربان افضل النسا حضرت ام المومنین صلوٰۃ اللہ علیہا کے مویشیوں کو چرایا کروں گا۔ بلکہ میری بڑی خواہش تو یہ ہے۔ کہ شہزادہ عالی قدر مرزا ناصر احمد صاحب اور شہزادہ عالی جاہ مرزا مبارک احمد صاحب اور شہزادگان عالی تبار مرزا مظفر احمد صاحب و مرزا منصور احمد صاحب وغیرہ سلمہم اللہ تعالےٰ میں سے کسی کا سائیس یا دربان یا فراش بن جاؤں۔ اے کاش میری یہ آرزو بر آئے

اے میرے پیارے آقا۔ اگر مجھے کوئٹہ میں حضور کے خدام میں سے کسی کا آج ہی حکم پہونچ جاوے تو ایران۔ ترکستان۔ افغانستان میں سے جس جگہ کا حکم ہوگا۔ فوراً انشاء اللہ تعالےٰ اس طرف کو دوڑ پڑوں گا۔

پس اے میرے پیارے آقا! یہ حضور کے مبارک منشا اور مرضی پر موقوف ہے۔ کہ اس نالائق اور ناچیز خدمتگار سے کام لیں۔ اور میں صرف تنہا اس دفعہ اپنے آپ کو پیش نہیں کرتا۔ بلکہ حضور میری بیوی کے متعلق بھی مختار ہیں۔ اور حضور میری سہ سالہ لڑکی کے بھی مالک ہیں۔ میری لڑکی دار مسیح موعود علیہ السلام میں جھاڑو دیا کرے گی اور چھوٹے شہزادوں کو اٹھا لیا کریگی۔ اور میرے پیارے آقا اگر حضور اجازت فرماویں۔ تو میں اس کے لئے اس قسم کا اعلان کروں۔ کہ میری لڑکی کا نکاح اگر وہ زندہ رہی تو اس احمدی سے ہوگا۔ جو افغانستان کے قندھار یا غزنی اور خوست اور کابل میں سے کسی جگہ کم از کم تین سال تک خالص احمدیت کی تبلیغ کرے۔ اور یہی اس کا حق مہر ہوگا۔ پس یہ خاکسار اور میری بیوی اور میری لڑکی ہم تینوں حضور کے ہیں یہ الگ بات ہے۔ کہ ہم تینوں میں سے کوئی بھی کسی کام کا اہل اور قابل نہ ہو۔

میرے پیارے آقا۔ اس مبارک سفر کے دوران میں مجھ سے بڑی بڑی کوتاہی اور سستی ہوئی ہے۔ حضور اس کو معاف فرماویں اور مجھ عاجز کے لئے خاص دعا فرماویں۔ اور اگر کوئی بات اسلام اور سلسلہ کے لئے مفید نکلی ہے تو میں سچے دل سے ایک مجمع کے سامنے مسجد میں باوضو کھڑے ہو کر قسم کھانے کیلئے تیار ہوں۔ کہ اگر بخارا میں جماعت قائم ہوئی۔ یا میں بخارا پہونچ گیا۔ تو یہ محض حضور ہی کی دعاؤں اور توجہ کا نتیجہ ہے۔ اس کام میں میری ذات کا کوئی دخل نہیں۔ اور میں اس بات پر مسجد میں باوضو کھڑے ہو کر ایک مجمع کے سامنے قسم کھانے کے لئے تیار ہوں۔ کہ اگر میری جگہ مدرسہ احمدیہ کے ابتدائی جماعتوں کا کوئی بچہ حضور بھیجتے۔ تو وہ مجھ سے بدرجہا اچھا کام کرتا۔ اور مجھ سے بہت جلد بخارا پہونچ جاتا۔ یہ جو کچھ ہوا ہے۔ محض حضور کی دعاؤں اور توجہ سے ہوا ہے۔ اس میں مطلق میری ذات کو کسی قسم کا دخل نہیں ہے۔

جماعت احمدیہ بخارا

اس کے بعد میں حیران ہوں کہ کس طرح احباب بخارا کے ان مخلصانہ اور عقیدتمندانہ جذبات کو حضور انور کی خدمت میں پہونچا دوں۔ جب ان کو معلوم ہوا۔ کہ زکوٰۃ کا چندہ خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور باخاص اہتمام سے بیت المال میں جاتا ہے۔ تو تین دن میں آنے لگا۔ ایک پونڈ روسی زکوٰۃ کا چندہ مجھے دیا گیا۔ کہ میں اس کو جوتی یا کسی دوسری جگہ میں سلا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دوں۔ لیکن جیسا کہ حضور کو علم ہے۔ روسیہ سے پونڈوں کا نکالنا ایسا ہی ممنوع ہے۔ جیسے پستول اور بندوق کا باہر لے جانا۔ اور پھر علاوہ ازیں میرے حالات اور راستہ بھی مخدوش تھا۔ اس لئے میں نہ لا سکا۔ حضور کے لئے ایک جامہ بخارائی نمونہ کا بنایا گیا تھا۔ اور ایسا ہی ایک بڑا قالین مسجد مبارک کے لئے تجویز ہوا تھا۔ لیکن چونکہ اس عاجز کا رستہ مخدوش تھا۔ سرحد سے نکلنا مشکل تھا۔ اس لئے بالفعل چھوڑ دیئے گئے۔ کیونکہ یہ عاجز روسی ریلوے اسٹیشن سے انگریزی ریلوے اسٹیشن تک تمام سفر پاپیادہ کر چکا ہے۔ کپڑوں یا قالین کا لانا ایسی حالت میں بہت مشکل تھا۔ مجھے اپنے اخراجات کے لئے اپنی روپیہ دینے لگے۔ لیکن اس خوف سے کہ اگر سرحد پر پکڑا گیا۔ تو کہیں گے کہ ساری عمر قید میں گزری روپیہ اور پونڈ کہاں سے لایا۔ گویا یقیناً میں جاسوس انگلش ہوں۔ جس کو انگریزی قونصل خانہ مقیم مشہد روپیہ بھیجتا رہا ہے۔ اپنے اخراجات کے لئے بھی سوائے ٹکٹ کے کچھ نہ لا سکا۔ میں نے زکوٰۃ کا چندہ امانت بخارا میں رکھوا دیا۔ اور کہہ دیا۔ کہ جس وقت ہمارے مبلغ یہاں پہونچیں گے۔ ان کو یہ ادا کیا جاوے گا۔

میرے پیارے آقا۔ اگر حضور انور کی خدمت میں میری سب سے پہلی اور سب سے آخری خواہش ہو سکتی ہے۔ تو وہ جماعت بخارا کے لئے دعائیں اور وہاں جلد سے جلد مبلغ بھیجنے کی عاجزانہ درخواست ہے۔ جماعت بخارا اپنے مبلغین کے قیام کا تمام خرچ علاوہ ایک اچھے مکان کے خود برداشت کرے گی۔ میں نے جماعت بخارا کے احباب کو باوجود وقت کی کمی کے ان کی ذمہ داریاں اور فرائض ایک حد تک بتلا دیئے ہیں۔ میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔ کہ صرف بخارا کے مبلغ کے مکان و طعام کے ذمہ دار نہ ہونگے بلکہ سمرقند۔ تاشقند۔ قزان جہاں کئی لاکھ تاتاری مسلمان آباد ہیں۔ اور ماسکو جو دہریت کا مرکز بنا ہے ان ہر چہار جگہ کے مبلغ اور ان کے اخراجات بھی بخارا برداشت کریگا۔ اور چونکہ بخارا جو صدیوں سے مرکز اسلام چلا آرہا تھا۔ اس سے تبلیغ و اشاعت اسلام میں ناقابل معافی کوتاہی اور غفلت ہوئی ہے۔ پس تلافی مافات کے طور پر اسکا فرض ہے۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں علاوہ ترکستان اور روسیہ کے ایران کے مبلغوں کا بھی خرچ ادا کرے۔ کیونکہ خراسان کا علاقہ ترکستان بخارا کے قریب تر ہے۔ بخارا کا فرض ہے۔ کہ وہ شیعیت کو دور کرے۔ اور اپنے قرب وجوار کے علاقہ میں تبلیغ کرنے کے لئے یا تو خود کدعہ میں پہونچ کر تیار ہو جائیں یا وہاں سے تیار شدہ مبلغوں کو منگوا کر ان کے مصارف کی کفالت لے لیں۔ ہماری دستو

پر ان باتوں سے ایک مسرت آگین رقت طاری ہوجاتی تھی۔ جناب ...... صاحب فاضل نے میرے ساتھ آنے کے لئے اپنی مدرسی سے استعفا دیدیا۔ اور پاسپورٹ کے لئے درخواست دیدی۔ تو لوگوں میں ایک شور پڑ گیا۔ کیونکہ حاجی صاحب اس سے قبل دو بار حج کر چکے ہیں۔ حاجی صاحب نے اپنا عالی شان مکان میری رہایش کے لئے مخصوص کیا۔ جہاں آخری رات تو تیس بیس کی تعداد میں معززین جن میں امیر بخارا کے عم زاد بھائی بھی شامل تھے۔ حضور کے نالائق اور ناچیز خدمتگار کی زیارت کے لئے جمع ہوتے تھے۔ اگرچہ بخارا میں گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں مسجدیں ہیں لیکن جس مردانگی کے ساتھ ہمارے دوستوں نے غیر احمدیوں کے ساتھ نمازوں کا پڑھنا یکدم ترک کیا وہ میرے لئے ایک عجیب لذت افزا امر تھا۔ ہمارے دوست مرزا ...... صاحب تاجر نے مجھے بارہا کہا۔ کہ اگر تم بغیر میرے چلے گئے۔ تو میں قیامت کے دن تمہارے گلے میں ہاتھ ڈالوں گا۔ یہ تو اپنی دوکان۔ مکان زمین سب کچھ فروخت کرنے کے لئے تیار تھا۔ کہ میں قادیان سے واپس ہرگز نہ آؤں گا۔ لیکن میں نے روک دیا۔ اس نے مجھے کئی دفعہ کہا۔ کہ میں اپنے بال بچوں کو لاکر تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ کیونکہ تم نائب امام الزمان کے بھیجے ہوئے ہو۔ پس تم ہی میرے بال بچوں کے مالک ہو۔ جب کبھی حاجی صاحب میرے ساتھ بطور مذاکرہ علمیہ بات چیت کرتے۔ تو اس کو ناگوار گذرتا تھا۔ اور حاجی صاحب سے کہتا تھا۔ کہ کیوں تم اس سے دلیل اور برہان پوچھتے ہو۔ یہ تو نائب امام الزمان کا بھیجا ہوا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے نائب امام الزمان علیہ السلام کی طرف سے کہتا ہے۔ یہ شخص میرے معمولی اخراجات یعنی پیسوں کی جگہ پونڈوں کے خرچ کرنے کے لئے تیار ہوجاتا تھا۔ جب مولوی ...... صاحب فارغ التحصیل جامعہ بخارا کو معلوم ہوا۔ کہ حاجی ...... صاحب اور مرزا ...... صاحب قادیان جانے کیلئے تیار ہیں۔ تو اس کو سخت صدمہ ہوا۔ کہ میں بھی ساتھ چلوں گا۔ لیکن چونکہ مولوی ...... صاحب فارغ ہونے کے بعد ایک بڑے مدرسہ کے حجرہ میں اپنی نشتبین لے کر خیاطی کا کام کرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنا گذارہ کرتے ہیں سفر خرچ کی توفیق نہیں رکھتے۔ میں نے جب اس کی خواہش کو حاجی صاحب اور مرزا ... صاحب تاجر پر ظاہر کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ جس وقت چلینگے بیس پونڈ روسی علاوہ خوراک کے ہم اس کو دینگے پہلے دن جب میں حضرت حاجی صاحب کو تبلیغ کرنے گیا۔ تو اس دن میں روسی مسلح پولیس سے بھاگا ہوا تھا۔ طبیعت میں رقت تھی۔ میں نے دل میں خیال کیا۔ کہ اب کے بار اگر پکڑے گئے۔ تو یونہی بھی مارے جاؤگے۔ مرنے سے پہلے کھلی کھلی اور صاف صاف تبلیغ کرو۔ کیونکہ مجھے یہاں کئی بار بتلایا گیا: کہ خلاصہ کلام دنیا میں انسانی زندگی کی سب سے بڑی قیمت ایک کارتوس ہے۔ اس لئے میں نے بڑے جوش اور وقار سے اس کو تبلیغ کی۔ خدا کی شان۔ حضرت حاجی صاحب میرے ایک ایک لفظ کی قبولیت کے لئے باربار اٹھتے تھے۔ اور جب میں بیٹھا لیتا تھا۔ تو پھر ہاتھ باندھ کر میری لفظ لفظ کے استقبال کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے ایک عجیب نظارہ تھا۔ میں نے فیصلہ کیا کہ اسکے بعد اگر مارا جاؤں تو کوئی فکر نہیں ہے۔

ایک دوست نے میرے زمانہ قید میں بخارا قید خانہ کے اندر کئی روز کے مسلسل اصرار و منت و عاجزی کے بعد حضور کو قبول کیا۔ میں حالات نہیں بتلاتا تھا۔ بہت عاجزی سے منت اور خواہش کیا کرتا تھا۔ کہ مجھے اپنا مرشد بتلاؤ۔ میں نے کئی روز کے بعد اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ بتلایا۔ جو اس نے قبول کیا۔ یہ بہت ہی مخلص تھا۔ میں نے بخارا کے قید خانہ میں خواب دیکھا کہ میں نے قید خانہ کے اندر ہی ایک فاختہ پکڑ لی ہے اس خواب کے ایک ماہ بعد اس شخص نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو قبول کیا۔ اس شخص نے تاتاری مسلمانوں اور روسی لوگوں میں تبلیغ کرنے کے لئے پچاس من پنبہ (روئی) دینے کا وعدہ کیا اگرچہ قید خانہ کے اندر باجماعت نماز ہوا کرتی تھی۔ لیکن حال دینے سے پہلے میں نے اس کو بتلایا تھا کہ ان لوگوں اور ان رشتہ داروں کو چھوڑنا پڑیگا چنانچہ اس نے بیعت کے بعد نمازوں کو غیر احمدیوں کے پیچھے یکدم چھوڑ دیا۔ اور پھر مجھ سے قید خانہ ہی میں قرآن پڑھنا شروع کیا۔ یہ قید خانہ ہی میں رہا۔ اور مجھے نکل جانے کا حکم ملا۔ حضور انور تمام جماعت بخارا کے لئے خاص طور پر دعا فرماویں اور ساتھ ہی یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ حضور مشرق کی سب سے بڑی اور عاجز قوم روسی کے لئے بھی دعا فرماویں کہ وہ حضور کے زمانہ میں ہی تمام کی تمام مسلمان ہو جائے۔ اللھم آمین یارب العالمین۔

میرے پیارے آقا! بخارا کے لئے مبلغین کی سخت ضرورت ہے۔ احباب بخارا نے مجھ سے خواہش کی تھی۔ کہ میں ان کی اس خواہش کو حضور تک پہونچا دوں۔ کہ بخارا کے لئے مبلغین میرے پہونچتے ہی روانہ ہوجائیں۔ خدا کے فضل سے مبلغین کو مکان اور رہایش خوراک کا ہر طرح آرام رہیگا صرف بخارا تک پہونچنا ہے۔

اپنے سفر کا کچھ مختصر حال

میرے پیارے آقا! کچھ مختصر سا حال میں اپنے سفر کا بھی حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عریضۂ نیاز میں عرض کیا تھا۔ تاشقند میں کئی بار مجھ سے بیان لیا گیا۔ اور بیان عموماً رات کے وقت لیا کرتے تھے۔ رات کو بیان لینا کم فرصتی یا کام کی کثرت پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ اس سے مقصود ان کا میرا مرعوب کرنا تھا۔ ایک دفعہ رات کے بارہ بجے اور ایک بجے کے درمیان مجھے بڑی صفائی سے کہا گیا۔ کہ میں انگریزی جاسوس ہوں۔ اور اگر میں اس بات کی تردید اور تغلیط کروں تو پھر میں افغانی وقائع نویس اور مخبر ہوں۔ اور اگر یہ بھی درست نہ ہو۔ تو ہو نہ ہو۔ یہ تیسری بات ٹھیک نشانہ کی ہے۔ کہ میں انور پاشا کا آدمی ہوں۔ جنہوں

نے اس وقت سرحد ترکستان پر امن عامہ کو درہم برہم کر رکھا تھا۔ میں ہر ایک بات کا معقول جواب دیا کرتا تھا۔ لیکن مجھ سے بار بار یہی کہا جاتا تھا کہ میں سچ سچ بتلاؤں۔ کہ میں کس کا آدمی ہوں۔ اس رات پیشتوں کی خوب نمایش کی گئی میں نے یہ بتلایا اور بڑی وضاحت سے بتلایا۔ کہ میں کسی حکومت کا بھیجا ہوا نہیں ہوں۔ ہاں مجھے اپنے آقا و مرشد نے بھیجا ہے۔ اور میں اپنے مرشد طریقت سے اجازت لے کر آیا ہوں۔ لیکن یہ اجازت صرف یہاں آنے کے لئے مخصوص نہ تھی۔ بلکہ میں جب شادی کرتا ہوں۔ تو بھی اپنے مرشد سے اجازت لیتا ہوں۔ حتیٰ کہ جب میں اپنی لڑکی کا نام رکھتا ہوں۔ تو بھی مرشد سے پوچھتا ہوں۔ پس یہاں بخارا آنے کے لئے بھی اپنے آقا سے اجازت اور دعا لے کر آیا ہوں۔ یہاں انہوں نے یہ نہ پوچھا۔ کہ ان کا نام کیا ہے۔ لیکن انہوں نے بالکل باور نہ کیا۔ اور بار بار کہتے جاتے تھے۔ کہ جھوٹ نہ بولو۔ سچ بولو۔ اس وقت میں اپنے جذبات کو ضبط نہ کر سکا۔ اور میں نے خشونت آمیز لہجہ میں سختی سے کہا۔ کہ ہاں میں راست کہتا ہوں اور راستی کی تخم ریزی کے لئے آیا ہوں۔ اگر تم کو راستی سے پیار ہے۔ تو تم آج رات کو ہی چھوڑ دو گے۔ ورنہ معلوم ہوگا۔ کہ در اصل تم کو راستی سے محبت نہیں ہے۔ ترجمان جو ایک ارمنی تھا۔ اس نے کہا۔ ایسی باتیں مت کرو۔ ڈرنے کا مقام ہے۔ میں نے کہا۔ قدم قدم پر پھانسیوں سے نہیں ڈر سکتا ایک ذات سے ڈرتا ہوں اور بس ؏

اسی رات کو جب مجھ پر افغانی مخبر ہونے کا الزام لگایا۔ تو میں نے سخت نفرت اور حقارت کے ساتھ اس کی تردید کی۔ میں نے کہا کہ دنیا کی.... کسی ادنےٰ قوم کی طرف مجھے منسوب کرو۔ مجھے صدمہ نہیں۔ لیکن خدارا مجھے افغانی آدمی مت کہا کرو۔ میں افغانستان کے مخالفوں کو تم سے بدرجہا بہتر سمجھتا ہوں۔ کیونکہ تمہارے ملک میں اب تک ہمارے کسی آدمی کا نقصان نہیں ہوا ہے۔ لیکن وہاں میرے آقا کے دو برگزیدہ بزرگوار نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کئے گئے ہیں۔ اس سے میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ کہ پستول سے ہلاک کیا جاؤں۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گئے ایک رات مجھے مذہبی عقائد کی جانچ پڑتال کیلئے بلایا اس رات افسر متعلقہ نے بڑے دعویٰ کے ساتھ کہا۔ کہ مجھے مذاہب عالم پر عبور ہے۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ کہ آج کی رات بڑی دلچسپی سے گذریگی۔ خدا کی شان۔ چند سوالات کر کے رہ گیا ترجمان سے جھنجلا کر کہنے لگا۔ میں دوسری رات سوالات لکھکر لاؤں گا۔ اس رات مجھ سے مختلف فرقوں کا حال پوچھتے پوچھتے اچانک سوال کیا۔ کہ تم کس فرقہ کے ہو۔ بے ساختہ میرے منہ سے نکلا ہمارے فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ ہے۔ لیکن آگے اس نے کچھ نہیں پوچھا۔ کہ احمدؑ (علیہ السلام) کون تھا اور کب پیدا ہوا ہے۔ اور اسی طرح خاموش ہوا۔ اسی افسر نے بغیر میری کسی بات یا تحریک کے خود بخود مجھ سے سوال کیا۔ کہ کیا تم تمام مسلمانوں کو ایک بیرق (جھنڈے) کے نیچے جمع کرنا چاہتے ہو۔ میں نے بجواب کہا۔ کہ بیرق (جھنڈے) سے اگر تمہاری مراد کسی حکومت کے تاج و تخت کا جھنڈا ہو۔ تو یہ درست نہیں۔ ہاں میں چاہتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کے نیچے ہاں اسی قرآن کے (جو تم مجھ سے لے چکے ہو) جھنڈے کے نیچے نہ صرف جمیع مسلمانانِ عالم کو بلکہ جمیع اقوام عالم کو جمع کر دوں۔ اور ساتھ ہی میری دلی خواہش ہے۔ کہ نوجوانانِ روس اس کی صف اوّل میں ابتدا دہ ہوں۔ اس جواب پر وہ بالکل ساکت و صامت رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ؏

اور یہ تمام حضور کی دعاؤں کی برکت تھی۔ ورنہ میں کیا چیز ہوں۔ جب مجھے تاشقند میں گوشکی کی طرف جانے کا حکم ملا۔ تو میں نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔ چنانچہ مجھے قید خانہ سے نکال کر پھر . . . قید کر دیا گیا۔ مجھے تاشقند میں ایک عالی شان مکان اور معقول تنخواہ کی لالچ دی گئی۔ کہ میں ان کے سکول میں ہندی اور فارسی زبان کا ماسٹر بن جاؤں۔ گویا میں ان کے نزدیک ایک طفل شیر خوار تھا۔ کہ مٹی کے کھلونوں پر اپنے مقصد کو بھول جاؤنگا لیکن جب میں نے ان کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ کہ میں تو تمہاری ہر خدمت کے لئے طیار ہوں بشرطیکہ ایک مقررہ میعاد کے بعد مجھے بخارا جانے کی اجازت دیجائے تو انہوں نے اس طرح مشروط طریق پر میری خدمات سے فائدہ اٹھانا نہ چاہا۔ اور ایک ہفتہ کے بعد مجھے جب بند گاڑی میں جسکے دونوں دروازوں پر مسلح روسی کھڑے تھے۔ کاکان کے ریلوے اسٹیشن پر پہونچایا۔ جو سمرقند اور مرو کے درمیان بخارا جانے کا جنکشن ہے تو اس وقت مجھے اتنا صدمہ ہوا۔ کہ شاید امیر عالم خاں امیر بخارا کو اپنا تاج و تخت اور خزانہ چھوڑتے ہوئے اتنا صدمہ نہ ہوا ہوگا۔ میں نے بخارا کے سبزہ زاروں کو دور سے دیکھا۔ لیکن مجھے منع کیا گیا۔ کہ میں مضبوط آہنی سیخوں کی کھڑکی میں سے بھی کھڑا ہو کر باہر نہ جاؤں چنانچہ میں بیٹھ گیا۔ اور میری گاڑی وہاں سے مرو پہنچی مرو میں چونکہ گوشکی جانے کے لئے گاڑی تیار نہ تھی مجھے جیل خانہ میں اتار دیا۔ اور پھر دوسرے دن مجھے گوشکی بھیجدیا۔ تیسرے دن ہماری گاڑی گوشکی پہونچی گوشکی میں میں بات بات پر افسرانِ جیل سے لڑا کرتا تھا۔ کیونکہ روسیہ سے نکلنے پر میں روسیہ کے قید خانہ کو ترجیح دیتا تھا بعض روسی افسر مجھ پر غصہ ہو جاتے تھے۔ اور بعض ہنسا کرتے تھے۔ کہ افغان بے وقوف ہے۔ آزاد ہونا نہیں چاہتا۔ میں اُس ساتھ والی پہاڑی کو جس کے پیچھے افغانستان ہے۔ اشارہ کر کے کہتا تھا۔ میں بے وقوف نہیں وہ بے وقوف ہے۔ جس نے مسیح موعود کو نہ پہچانا۔ میں اس بات پر ضد کیا کرتا تھا۔ کہ میں افغانستان ہرات کی طرف ہرگز ہرگز نہیں جاؤنگا۔ میرے پیارے آقا۔ حضور کا نالائق اور ناچیز خدمتگار افغانستان سے مطلق نہیں ڈرتا تھا۔ کیونکہ میرا محبوب آقا علیہ السلام فرما گئے ہیں۔ صد حسین است در گریبانم۔ ایک مولانا عبد اللطیف شہید مرحوم پر کیا موقوف ہے۔ میرے خدام میں سینکڑوں

ہزاروں ایسے جانثار موجود ہیں۔ جو حق کے لئے اپنی جانوں کو حضرت حسین کی طرح قربان کرینگے۔ صرف مجھے اس بات کا غم تھا۔ کہ میرے آقا نے صرف بخارا پہنچنے کے لئے مجھے حکم دیا ہے۔ یہ بھی اگر پورا نہ کرسکوں۔ تو پھر اور کیا کام کرونگا۔ اور اگر ہرات کی طرف بھیجا گیا۔ تو پھر سرحدات سے آنا بڑا مشکل ہوگا اور تعمیل حکم میں دیر ہوگی۔ لیکن یہ میں نے عزم صمیم کر لیا تھا۔ کہ ایک دفعہ نکالینگے۔ پھر آؤں گا۔ پھر پکڑ کر نکالینگے۔ دوبارہ آؤنگا اگر تیسری بار پھر نکالدینگے تو چوتھی بار جامہ انسانیت کو ...... درویشانہ کپڑے پہن کر ایک رباب لونگا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فارسی نظمیں پڑھتا ہوا داخل ہونگا۔ کیونکہ میں نے دیکھا تھا۔ روسی مرد وزن موسیقی کے بڑے دلدادہ ہیں۔ باجے کی آواز پر بٹتے ہیں۔ لیکن جسطرح بھی ہوسکے ایک دفعہ بخارا پہونچوں گا۔ کیونکہ حضور نے اس عاجز کو فرمایا تھا کہ کسی نہ کسی طرح بخارا ایک دفعہ پہونچ جاؤ"۔ پس میں نے پختہ ارادہ کیا تھا۔ کہ یا تو گولی سے مار کر مجھے سکبدوش کر دینگے یا بخارا پہونچ جاؤں گا"۔ لیکن الحمد للہ کہ میں حضور کی دعاؤں سے بخارا پہونچ گیا۔ مجھے اس بات سے بھی بڑی تکلیف پہونچتی تھی۔ کہ اگر میں روسیہ سے نکلا۔ تو حضور کو شرم کے مارے اطلاع کیسے دوں گا۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ روسیہ سے نکلنے کی اطلاع حضور کو نہیں دونگا۔ میں نے خیال کیا۔ کہ صرف دعا کیلئے اطلاع دونگا اور فوراً واپس داخل ہونگا۔ حتیٰ کہ بخارا پہونچ جاؤنگا۔ یا مرجاؤنگا۔ لیکن حضور کی دعاؤں ہی سے پہونچ گیا۔ فالحمد للہ ؛

میرے پیارے آقا روسی ترکستان میں خاکسار نے مفصلۂ ذیل جیل خانوں اور زندان خانوں کو دیکھا ہے قہقہہ۔ عشق آباد۔ مرو۔ کاکان (دوبار) سمرقند (دوبار) تاشقند۔ بخارا (دوبار) گوفشکی۔ مجھ سے بعض ترکمان کہا کرتے تھے۔ کہ تم کو مار ڈالیں گے۔ میں ان کی باتوں پر ہنسا کرتا تھا۔ کہ میں سرکاری آدمی ہوں۔ مجھے تو اول مار نہیں سکتے۔ اگر مار ڈالینگے۔ تو میری سرکار ان سے سخت باز پرس کریگی۔ ایک دفعہ جب کہ میں کاکان کے مسلح روسی پولیس سے قید خانہ ہی سے بھاگ گیا۔ میں ایک سب انسپکٹر اور ایک سارجنٹ کی موجودگی سے نکل کر بخارا پہونچا۔ تو بعض لوگوں کا خیال تھا۔ کہ اب کے بار گولی سے ضرور ہلاک کیا جاؤں گا۔ لیکن میں نے حضور کی دعاؤں کی برکات اور حضور کی قدسی طاقت کو دیکھا۔ کہ کس طرح میں محفوظ رہا حضور کے متعلق میرا ایمان بڑھتا گیا۔ مجھ عاجز کے لئے دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے راضی ہو اور اسلام کی توفیق دے ؛

نالائق اور ادنیٰ ترین خدمتگار۔ محمد امین احمدی

ضیغہ بیت المال کا اعلان

(۱) مالی سال رواں کے ختم ہونے میں صرف یہی ایک ہفتہ باقی ہے۔ اس لئے نہایت تاکیدی یہ اعلان ہے۔ کہ جن جماعتوں کا بجٹ کم ہے۔ ابھی پورا نہیں ہوا۔ وہ اپنا بجٹ ۳۰ ستمبر تک دستی۔ یا بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ تار بھیج کر پورا کرلیں ؛

(۲) ایک فارم بقایا دامان تمام جماعتوں میں ارسال کیا گیا ہے۔ اسکی مکمل طور پر خانہ پری کر کے ۳۰ ستمبر تک اس دفتر میں وہ فارم واپس کردیں نہایت تاکید ہے

(۳) کوپن پر تفصیل ضروری دی جاوے۔ ورنہ رقم امانت میں رہکر جماعتوں کے حساب میں جمع نہ ہوگی۔ اور جس جماعت کے کھاتہ میں روپیہ جمع ہونا ہے اس کا نام بھی کوپن پر ضرور ہو ؛

(۴) زکوٰۃ کا روپیہ صرف ناظر بیت المال قادیان کے نام آنا ضروری ہے۔ والسلام ؛ عبدالغنی ناظر بیت المال

وی پی آتے ہیں

جن اصحاب کی قیمت الفضل ماہ ستمبر میں ختم ہوتی ہے۔ ان کے نام ۵ اکتوبر کا الفضل وی پی ہوگا وصولی سے مشکور فرماویں (مینجر الفضل)

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

۳ع

از یکم اکتوبر ۱۹۲۳ء تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۳ء

نارتھ ویسٹرن ریلوے لائن پر بتقریب تعطیلات درگاہ پوجا جو عنقریب آنے والی ہیں۔ ایسے فاصلوں کے لئے جو ایک سو میل سے اوپر ہوں۔ ذیل کے شرحوں کے مطابق واپسی کی ٹکٹیں جاری کی جاویں گی ؛

فسٹ اور سیکنڈ کلاس کی ٹکٹیں ۱ ۱/۳ کرایہ پر

انٹر کلاس کی ٹکٹیں ۱ ۱/۲ کرایہ پر

جس تاریخ سے ٹکٹ خریدی جائیگی۔ اس سے ۳۰ دن کے اندر ہی اندر واپسی کا سفر مکمل ہو جائیگا

دستخط
دی۔ ایچ۔ بوتھ
ٹریفک

دفتر صاحب ٹریفک مینجر
لاہور
۸ ستمبر ۱۹۲۳ء

آریوں اور سکھوں میں تبلیغ کے لئے بینظیر کتابیں

آریہ مذہب کی حقیقت قیمت مجلد عہ بلا جلد عہ پروفیسر آریہ کے چھ سوالوں کا جواب قیمت ۸ ر۔ باوا نانک رحمۃ اللہ کا مذہب مجلد قیمت عہ بلا جلد عہ۔ ست اوپدیش قیمت مجلد عہ بلا جلد عہ۔ سوانح عمری باوا نانک صاحب مجلد عہ بلا جلد عہ۔ گورو کی بانی ۱ر۔ ہندو دھرم اور سوراج ۱ر تصفیہ گئے پر تنقیدی نظر ۲ر وید اور قربانی ۱ر قرآن مجید اور وید ۱ر۔ آریہ سکھوں سے مباحثہ ۱ر۔ اذان کا گورمکھی ترجمہ ۱ر۔ یہ سب کتابیں اکٹھی خریدنے والوں سے محصول ڈاک معاف ؛

ملنے کا پتہ :: مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

مردم شماری پنجاب بابت ۱۹۲۱ء کی رپورٹ میں کل احمدیوں کی تعداد اور آریہ۔ شیعہ۔ اہل حدیث سے ان کا مقابلہ اور امریکہ میں سہ سالہ کام کی رپورٹ اور جاپان کے زلزلہ کے مفصل حالات پڑھنے کے لئے ریویو آف ریلیجنز ماہ اکتوبر دیکھیں ؛

(مینجر)

(اہتمام تنخواہ ... الحمد ... قادیانی ... وصلہ ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)